"امت محمدیہ ﷺ کے پچھلے لوگ اسی چیز سے سنور سکتے ہیں جس سے اس کے اگلے لوگ سنورے"
(امام مالک)

مُسلمان

زندگی کا شرعی دستور العمل

از

مورخ اسلام

حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"امت محمدیہ ﷺ کے پچھلے لوگ اسی چیز سے سنور سکتے ہیں جس سے اس کے اگلے لوگ سنورے"

(امام مالکؒ)

مُسلمان

زندگی کا شرعی دستور العمل

از

مورخ اسلام
حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ

تفصیلات

نام کتاب : مسلمان

مصنف : مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ

صفحات : ۶۴

قیمت : ۳۰/روپے

باہتمام : فرقان بدر قاسمی اعظمی و حافظ عبدالسبحان اعظمی و برادران

ناشر : شعبہ تالیف وتصنیف انجمن شیخ الہند

قاسم آباد انجان شہید اعظم گڈھ

سن طباعت : ۲۰۰۶ء

ملنے کے پتے

☆ دارالکتاب دیوبند ☆ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

☆ زمزم بک ڈپو دیوبند ☆ دارالاشاعت دیوبند

☆ سنابل کتاب گھر دیوبند ☆ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

فہرست مضامین

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	شجرۂ نسب خانوادۂ قاضیان	۶
۲	اظہار تشکر	۷
۳	مصنف کے مختصر حالات زندگی	۸
۴	مقدمۂ مصنف	۱۲
۵	اسلام کا سب سے پہلا مطالبہ نماز ہے	۱۴
۶	روزہ مسلمانوں کا دینی وروحانی عمل ہے	۱۵
۷	زکوۃ مسلمانوں کی دینی وملی زندگی کے لیے ضروری ہے	۱۵
۸	حج	۱۶
۹	مسلمان کا سہارا صرف خدا کی ذات ہے	۱۷
۱۰	جماعتی طور پر تبلیغ ضروری ہے	۱۷
۱۱	خیالات اور جذبات میں بھی اخلاص ضروری ہے	۱۸
۱۲	جانوروں کے ساتھ بھی انسانیت کا برتاؤ	۱۹
۱۳	حلم وبردباری	۲۰
۱۴	چھ باتوں پر عمل کرنا جنت کا باعث ہے	۲۰
۱۵	تین باتیں خدا کے غضب کا باعث ہیں	۲۱
۱۶	تکبر کی حقیقت اور اس سے پرہیز	۲۱
۱۷	لالچ اور نفسانی خواہش خطرناک عادتیں ہیں	۲۲
۱۸	کھانے پینے میں پرہیزگاری	۲۲

۱۹	ہر کام میں اخلاص ضروری ہے	۲۳
۲۰	شریعت کا علم کسی کا مخصوص ورثہ نہیں ہے	۲۳
۲۱	عام مسلمانوں میں مل کر زندگی گزارو	۲۵
۲۲	بروں کی صحبت سے بچو	۲۶
۲۳	عوام میں اپنے کو بہتر رنگ میں پیش کرو	۲۷
۲۴	دوستی کے لیے نیکوں کو تلاش کرو	۲۸
۲۵	محتاجوں اور مسکینوں کا خیال کرو	۲۹
۲۶	اخلاص، خیر خواہی اور نصیحت ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے	۳۰
۲۷	ظلم کے نتیجہ میں ظالم کا تسلط ہو جاتا ہے	۳۰
۲۸	مظلوموں کی دادرسی سے ثابت قدمی ملتی ہے	۳۱
۲۹	زندہ لعنت ہے جس کی نسبت کسی انسان کی طرف جائز نہیں	۳۲
۳۰	ہر مسلمان کی خیر خواہی کرو	۳۲
۳۱	اپنے ماتحتوں اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک سے کام لو	۳۳
۳۲	اپنے لوگوں سے برائیاں ختم کرو مگر تعلقات پر حرف نہ آنے دو	۳۵
۳۳	صلہ رحمی اور رشتوں کی بحالی سے عمر میں برکت ہوتی ہے	۳۶
۳۴	کام کی بات کرو ورنہ خاموش رہو	۳۶
۳۵	بات بات پر قسم کھانا خطرناک غلطی ہے	۳۷
۳۶	کھانے پینے کے آداب	۳۹
۳۷	شرم و حیا انسانیت کا زیور ہے اسے تنہائی میں بھی نہ اتارو	۴۲
۳۸	خط و کتابت کے آداب	۴۲
۳۹	سفر کے آداب	۴۳

۴۰	مسافر کو رخصت کرنے کے آداب	۴۳
۴۱	نئی جگہ پہنچنے کی دعا	۴۳
۴۲	سونے جاگنے کے آداب اور دعائیں	۴۵
۴۳	کپڑے پہننے کے آداب	۴۶
۴۴	پیشاب پاخانہ کے آداب	۴۷
۴۵	زیب و زینت کے آداب	۴۸
۴۶	اجنبی عورت سے تنہائی میں نہ ملو	۴۹
۴۷	سلام و مصافحہ اور ملنے کے آداب	۵۰
۴۸	صلوٰۃ و سلام اور جاں نثاری صرف نبی ﷺ پر ہونی چاہیے	۵۱
۴۹	تعلقات اور دوستی کے آداب	۵۲
۵۰	حسب و نسب پر فخر نہ کرو اور دوسروں کو طعنہ نہ دو	۵۳
۵۱	کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہو اور نہ اسے فاسق و فاجر کہو	۵۳
۵۲	میاں بیوی کی زندگی دنیا کی جنت ہونی چاہیے	۵۵
۵۳	مسلمان کا دل کشادہ اور دسترخوان وسیع ہونا چاہیے	۵۶
۵۴	اطمینان کی زندگی گزار کر اسلام پر عمل کرو	۵۸
۵۵	خاندان اور گھر میں عورت کی ذمہ داری	۵۸
۵۶	والدین کے حقوق اور ان کے ساتھ نیک سلوک	۵۹
۵۷	اولاد کے حقوق اور ان کے ساتھ نیک سلوک	۶۱
۵۸	تصانیف مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوری	۶۳

اظہارِ تشکر

الحمدللہ اولا و آخرا والصلاۃ والسلام علی نبیہ

والفرامتکاثر امابعد

والد محترم مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوری علیہ الرحمہ کا رسالہ ''مسلمان'' ۱۳۷۲ھ میں پہلی بار شائع ہوا تھا جسے قبول عام حاصل ہوا اور مختلف اوقات میں اس کے دسیوں اڈیشن شائع ہوئے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

یہ رسالہ مہاراشٹر کے مختلف اسکولوں میں داخل نصاب کیا گیا۔ ضرورت ہے کہ اس کتابچہ کو اتر پردیش کے بھی مدارس اور اسکولوں میں اخلاقی نصاب میں داخل کیا جائے۔ اہمیت کے پیش نظر اس کا انگلش ترجمہ کیا جا رہا ہے تاکہ انگریزی داں طبقہ بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔

مسلمان اصل میں اس رسالہ کا ترجمہ ہے جسے ائمہ متبوعین میں سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عباسی خلیفہ ہارون رشید کی طلب پر لکھا تھا جو اس وقت روئے زمین پر دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ تھا تاکہ اسی کے مطابق زندگی گزارے۔

یہ کتابچہ بہت جامع اور مدلل ہے اور زندگی کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کی راہ دکھلاتا ہے اور مسلمانوں کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ناشر کتاب کو اور مصنف مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء: ۔قاضی سلمان مبارکپوری

مدیر اطہر اسلامک اکیڈمی۔ حجازی منزل، مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔ انڈیا

المرقوم ۱۵ر جمادی الآخر ۱۴۲۷ھ۔ مطابق ۱۲ر جولائی ۲۰۰۶ء

مصنف کے مختصر حالات زندگی

(یہ مضمون "اقوال سلف" حصۂ ششم مرتبہ شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم سے حذف واضافہ کے ساتھ لیا گیا ہے۔)

مؤرخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴ر رجب المرجب ۱۳۳۴ھ بمطابق ۷ر مئی ۱۹۱۶ء کو مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی۔ آپ اپنے نام سے زیادہ تخلص "اطہر" سے اور خاندان میں چلے آرہے عہدۂ قضا کی وجہ سے "قاضی" سے اور اپنی جائے ولادت کی طرف منسوب ہوکر "مبارکپوری" مشہور ومعروف ہیں۔ حالاں کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی "عبد الحفیظ" ہے۔ آج اگر کوئی آپ کا نام "حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب اعظمی" تحریر کردے تو یہ ہر ایک کے لیے اجنبی ہوگا۔

آپ کے والد ماجد کا نام الحاج شیخ محمد حسن ہے۔ آپ کی والدۂ محترمہ کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا اور آپ کا ننھیال "ہمہ خانہ آفتاب است" کا صحیح مصداق تھا۔ اسی لیے "قاضی صاحب" کی تعلیم وتربیت میں ننھیال کا بڑا دخل رہا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر پائی، پھر مقامی مدرسہ "احیاء العلوم" میں تمام تر تعلیم حاصل کی۔ عسرت کا عالم تھا، اس لیے گھر پر کسب معاش کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

طلب علم کا زمانہ ۱۳۵۰ھ سے ۱۳۵۹ھ ہے۔ مولانا شکر اللہ صاحب سے مرقات

ہدیہ سعیدیہ، ملا حسن، حمد اللہ، قاضی مبارک، کافیہ، شرح جامی وغیرہ پڑھیں۔ بعض کتب منطق مولانا بشیر احمد مبارکپوری سے۔ مولانا محمد عمر صاحب مبارکپوری سے تفسیر جلالین، مولانا محمد یحییٰ صاحب سے ہیئت اور عروض وقوافی، اور مفتی محمد یسین صاحب مبارکپوری سے اکثر وبیشتر کتابیں پڑھیں۔ ۱۳۵۹ھ میں جامعہ قاسمیہ مراد آباد سے فارغ التحصیل ہوئے۔ یہاں مولانا فخر الدین صاحب سے بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ، مولانا اسماعیل صاحب سنبھلی سے مسلم شریف اور مولانا محمد میاں صاحب سے ترمذی، دیوان حماسہ ومقامات زمخشری کا کچھ حصہ پڑھا۔

طالب علمی کے دور ۱۳۵۳ھ ہی سے آپ کے اشعار اور مضامین ماہنامہ "الفرقان" رسالہ "قائد" مراد آباد، سہ روزہ "زمزم" لاہور، ہفتہ وار "مسلمان" لاہور، ہفتہ وار "الحق" گوجرانوالا، "الجمعیہ" دہلی وغیرہ میں شائع ہونے لگے۔ پھر معیاری رسائل "معارف" "برہان" اور "دار العلوم" میں طبع ہونے لگے۔ فراغت کے بعد ۱۳۵۹ھ تا ۱۳۶۲ھ پانچ برس احیاء العلوم مبارکپور میں مدرسی کی۔ پھر ڈیڑھ ماہ مرکز تنظیم اہلسنت امرتسر سے وابستہ ہوکر ردشیعیت وقادیانیت پر مضامین لکھے۔ پھر ۱۳ر جنوری ۱۹۴۵ء سے جون ۱۹۴۷ء تک "زمزم" کمپنی لاہور سے منسلک رہے۔ وہاں نوسو صفحات میں "منتخب التفاسیر" مرتب کی اور دوسری کتابیں بھی لکھیں۔ مگر افسوس کہ وہ سب تقسیم ملک کی نذر ہوگئیں۔ تقسیم ہند کے بعد ہفتہ وار اخبار "الانصار" بہرائچ کے مدیر رہے۔ یہ اخبار حکومت کی نظر عتاب سے آٹھ ماہ میں بند ہوگیا۔ شوال ۱۳۶۶ھ سے صفر ۱۳۶۷ھ تک پھر احیاء العلوم میں عارضی مدرسی رہے۔ شوال ۱۳۶۷ھ تا شعبان ۱۳۶۸ھ ایک برس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (گجرات) میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ نومبر ۱۹۴۹ء میں بمبئی گئے اور دفتر جمعیۃ علماء بمبئی میں افتاء وغیرہ کا کام کیا۔ جون ۱۹۵۰ء میں وہاں روزنامہ "جمہوریت" جاری ہوا تو اس کے نائب مدیر رہے۔ فروری ۱۹۵۱ء سے مارچ ۱۹۹۱ء تک چالیس برس سے زائد مدت تک روزنامہ "انقلاب" بمبئی میں علمی، تاریخی، دینی وسیاسی مضامین لکھتے رہے اور یہ روزنامہ "انقلاب" کے ذمہ داروں کی قدردانی کی بات ہے کہ آج تک اس کالم کو موصوف کی یاد میں "بیادگار قاضی اطہر مبارکپوری" جاری رکھا ہوا ہے۔ ۱۹۵۲ء سے ماہنامہ "البلاغ" بمبئی سے جاری ہوا، وہ آپ کی

ادارت اور ذمہ داری میں ۲۵ ربرس سے زائد تک چلتا رہا۔ انجمن اسلامی ہائی اسکول بمبئی میں نومبر ۱۹۶۰ء سے دس برس تک دینی تعلیم دی۔ دار العلوم امدادیہ بمبئی میں دومرتبہ مدرسی کی۔ تیس برس سے زائد تک بمبئی میں رہ کر صحافت وتدریس وتالیف میں مصروف رہے۔ بھیونڈی (بمبئی سے قریب) میں "مفتاح العلوم" قائم کیا، جو عظیم دینی ادارہ بن گیا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں انصار گرلس ہائی اسکول مبارکپور جاری کرایا۔ ۱۴۰۱ھ میں الجامعۃ الحجازیہ مبارکپور اور حجازی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ ۱۹۸۵ء میں علمی وتاریخی تصانیف پر حکومت ہند نے آپ کو اعزازی ایوارڈ عطا کیا۔ ۱۹۸۰ء پھر ۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۶ء میں نیم سرکاری تنظیم فکر ونظر سندھ کی دعوت پر سرکاری مہمان کی حیثیت سے پاکستان گئے، تنظیم نے آپ کی کتابیں چھاپیں، ایک عظیم اجلاس میں ان کا اجراء کیا اور آپ کو "محسن سندھ" کا خطاب دیا۔ جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان نے اپنے ہاتھوں سے اعزازی نشان اور تحائف وہدایا دیے۔ آپ کی کتابوں کو اللہ نے وہ قبولیت بخشی کہ چند کتابوں کا عربی میں ترجمہ کر کے ڈاکٹر عبد العزیز عزت عبد الجلیل نے ۱۹۷۹ء میں مصر سے شائع کیا۔ ریاض سے بھی آپ کی کتاب شائع ہوئی۔

آپ نہایت سادہ طبع، مخلص، مردِ وضع، تکلف وتصنع سے بری، عظمت وبڑائی سے دور، طبیعت میں غیرت وخودداری، کسی کے عہدہ ومنصب یا تمول وجاہ سے نہ کبھی مرعوب ہوئے نہ اس سے جھک کر ملے۔ اہل علم کے بڑے قدر شناس، ظاہر داری اور مصلحت پسندی کے مخالف، حرص وتملق سے نفور خاموش خدمت کے عادی، ریا ونمائش سے خالی، اپنے خردوں کے ساتھ بے تکلف، معمولی کاموں پر ان کی حوصلہ افزائی، اپنے بزرگوں کا اعزاز واکرام، علماء کرام کو اپنے گھر دعوت دے کر بے پایاں مسرور، بوریہ نشینی پر قانع، دوسروں کے غم میں شرکت اور ان کی خدمت کے عادی۔

نماز جماعت کے پابند، کسی بھی عذر سے مسجد میں جانا نہ چھوڑتے، شاہانہ دعوت ٹھکرا دیتے اگر اس میں کوئی خلاف شرع کام ہوتا، حلال وطیب آمدنی حاصل کرتے، روزانہ علی الصباح قبرستان جا کر مردوں کو ایصال ثواب کرتے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خوگر تھے، پانچ بار بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

زندگی کے آخری ایام میں ایک طویل عرصہ تک نزلہ زکام میں مبتلا رہے، جس کی وجہ سے ناک کے بائیں سوراخ سے خون آنے لگا۔ ۲۹ راکتوبر ۱۹۹۵ء کو اعظم گڑھ میں ناک کا آپریشن کرایا جو بظاہر کامیاب تھا مگر اس کے بعد کمزوری بڑھتی گئی، ۶ رجنوری ۱۹۹۶ء سے بار بار پیشاب کا عارضہ لاحق ہوگیا اور پھر گردوں نے بھی جواب دیدیا۔ وفات سے ایک ماہ قبل مسلسل بخار رہا، بالآخر ۲۸ رصفر المظفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۴ رجولائی ۱۹۹۶ء یکشنبہ کا دن گزار کر دس بجے شب میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ مبارکپور، اعظم گڑھ، بنارس، جونپور، غازیپور، مئو وغیرہ کے علماء وفضلاء کی عظیم تعداد کے ہاتھوں بروز دوشنبہ مبارکپور میں مدفون ہوئے۔

مقدمہ

مسلمان قوم دنیا میں دین و دیانت، اخلاق و روحانیت اور تہذیب و مدنیت کی داعی و مبلغ ہے اور اسلام کی عالمگیر تعلیمات پر پوری طرح عمل کر کے ساری دنیا میں ان کو عام کرنا اس قوم کا فرض منصبی ہے۔ اگر مسلمان دونوں جہاں میں عزت و کرامت کی زندگی سے سرخرو ہونا چاہتے ہیں تو ان کو اسلامی اصول و حیات پر چلنا ہوگا اور اسی پرانی راہ کو اختیار کرنا پڑے گا جسے چھوڑ کر وہ تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

حضرت امام مالکؒ کا ارشاد ہے:

لن یصلح آخرہ ھذہ الامۃ الا بما صلح بہ او لھما ۔

یعنی امت مسلمہ کے پچھلے لوگوں کی اصلاح ان ہی چیزوں سے ہو سکتی ہے جن سے اگلے لوگوں کی اصلاح ہو چکی ہے۔

زیر نظر رسالہ ''مسلمان'' درحقیقت ان ہی حضرت امام مالکؒ متوفی ۱۶۷ھ کے اس رسالہ سے تمام تر ماخوذ ہے جسے آپ نے دوسری صدی ہجری میں روئے زمین کے سب سے بڑے حکمران ہارون رشید عباسیؒ کے نام لکھا تھا تا کہ وہ اپنی زندگی کو اسی کے معیار پر گزارے اور اس پر عمل کر کے اسلامی اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرے۔ آخر میں حضرت امام بخاریؒ کی کتاب ''الادب المفرد'' سے اس کی تکمیل کی گئی۔ اس طرح یہ رسالہ اپنے احادیث اور آثار صحابہؓ کے بارے میں مستند مقام رکھتا ہے اور اس کی ایک ایک بات امام مالکؒ اور امام بخاریؒ کے اصول روایت و درایت کے مطابق مستند، موثق اور معتبر ہے۔

اب سے تقریباً پندرہ سال پہلے ۱۳۷۲ھ میں یہ رسالہ ''جمعیۃ المسلمین جنجیرہ'' کی فرمائش پر اسی کی طرف سے شائع کیا گیا تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت دی۔ زبان سہل و سادہ ہونے کی وجہ سے معمولی لکھے پڑھے حضرات نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا اور انجمن اسلام ہائی اسکول جنجیرہ مروڈ کے اخلاقی نصاب میں اسے داخل کیا گیا۔ معمولی تبدیلی اور اضافہ کے بعد سے برادرم ساجد صدیقی و والی آسی کے اہتمام میں مکتبہ دین و ادب لکھنؤ سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مؤلف اور مسلمانوں کے حق میں مفید بنائے۔ واللہ یوفقنا لکل مایحب و یرضی۔

قاضی اطہر مبارکپوری
۵۳ جنجیرا اسٹریٹ، بمبئی نمبر ۳
۱۰ ر جون ۱۹۶۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

(۱) اسلام کا سب سے پہلا مطالبہ نماز ہے

خوب یاد رکھو اسلام کا کلمہ پڑھنے کے بعد ایک مسلمان خدا پرستی اور عقیدۂ توحید میں دنیا بھر سے الگ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ نبوت ورسالت میں آجاتا ہے اور ان ہی راستوں پر اپنی دنیا کی زندگی کو لے کر چلتا ہے جن کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی فرمائی ہے۔ عقیدۂ توحید ورسالت کے تسلیم کر لینے کے بعد سب سے پہلی چیز جو مسلمانوں کو غیر مسلموں سے جدا کرتی ہے وہ "نماز" ہے۔ نماز مسلمان ہونے کے بعد اسلام کا سب سے پہلا مطالبہ ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس مطالبہ کو پورا نہیں کرتا ہے تو بظاہر اس کے مسلمان ہونے اور کافر ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نماز کفر واسلام کے درمیان حد فاصل ہے۔ جس نے یہ حد گرادی اس کے کفر واسلام میں کوئی چیز حد فاصل باقی نہیں رہی۔ اس کے علاوہ دوسرے فرائض وقت آنے اور استطاعت ہونے پر فرض ہوتے ہیں۔ مثلاً روزہ، زکوٰۃ اور حج، مگر فریضۂ نماز کسی قسم کی شرط پر موقوف نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ کے ہر فرد پر وہ کسی حال میں ہو، کہیں ہو اور کیسا بھی ہو نماز فرض ہے۔ فرض نمازوں کے علاوہ بھی رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے کچھ وقت اپنی زندگی کو سنوارنے کے لیے خاص طور پر مقرر کر لو اور کچھ نوافل نماز بھی پڑھا کرو۔ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو یہ دعا پڑھا کرو، اس کی فضیلت اور جامعیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ فرمانا کافی ہے کہ انبیاء ومرسلین اور عابدین وصالحین نے جو جو اچھی دعائیں کی ہیں وہ سب کی سب اس دعا میں موجود ہیں۔ وہ دعا یہ ہے:

اللّٰھم انی اسئلک من الخیر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذبک من الشر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم اللّٰھم انی اسئلک من الخیر ما سئلک عبادک الصالحون واعوذبک من الشر ما عاذ منہ عبادک الصالحون اللّٰھم اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

(۲) روزہ مسلمانوں کا دینی وروحانی عمل ہے

رمضان کے روزے امت محمدیہ کے ہر اس آدمی پر فرض ہیں جس میں ان کے ادا کرنے کی شرطیں پائی جاتی ہیں۔ یہ اس امت کا اجتماعی تزکیہ اور صفائی ہے اور سارے عالم کے مسلمان ایک ماہ میں تمام برائیوں سے بچتے ہوئے اپنے مادی تقاضوں کو ختم کر کے روحانی زندگی پیدا کرتے ہیں اور سال بھر تک اس روحانیت سے کام لیتے ہیں، اس لیے روزہ صرف کھانے پینے سے رک جانے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی روح میں تقویٰ پیدا کرنا فرمایا گیا ہے۔ ماہ رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ ہر قمری مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کو روزہ رکھا کرو۔ ایام بیض کے ان روزوں کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے:

ذالک صیام الدھر۔ یعنی یہ روزے دائمی شمار کیے جاتے ہیں۔

(۳) زکوٰۃ مسلمانوں کی دینی وملی زندگی کے لیے ضروری ہے

جن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے جب ان پر ایک سال کی پوری مدت گزر جائے تو نہایت وسعت قلبی اور خوشی کے ساتھ ان کی زکوٰۃ ادا کرو، زکوٰۃ واجب ہو جانے کے بعد دیر ہرگز نہ کرو اور اپنے ہم مذہب یعنی مسلمانوں کے علاوہ اور کسی کو بھی ادا نہ کرو۔ زکوٰۃ مسلمانوں کی قومی اور اقتصادی حالت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتی ہے۔ اس کا باقاعدہ نظام رکھنا دنیا میں مسلمانوں کے خوشحال رہنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو خرچ کرنے کی جو جگہیں بتائیں

اس کو ان ہی پر خرچ کرنا چاہیے، دوسری جگہ ہرگز نہیں خرچ کرنا چاہیے۔

صدقہ وخیرات کی کثرت کیا کرو، یہ چیز برائیوں کو ختم کردیتی ہے۔ صدقہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ پاک مال سے کیا جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ صرف پاک چیزوں کو قبول کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

ان احد کم لیتصدق بالتمرة اذا کانت من طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فیجعلها فی کنه فیربیها کما یربی احدکم فلو او فصیله حتی یکون فی یده مثل الجبل ۔ یعنی جب تم سے کوئی آدمی پاک کمائی سے ایک کھجور بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی ہتھیلی میں لے کر اس طرح اس کی پرورش کرتا ہے جیسے تم اپنے اونٹ کے بچے کو پالتے ہو، یہاں تک کہ وہ کھجور کا دانہ اس کے دست قدرت میں پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

(۴) حج

استطاعت ہوجانے کے بعد حج بھی تم پر فرض ہے۔ اس لیے اسلام کا حج کرو، شہرت کا حج یا حرام مال کا حج نہ کرو۔ حج کی راہ میں حلال وطیب مال خرچ کرو ورنہ حج قبول نہ ہوگا اور یہ حج اسلام کا حج نہ ہوگا۔ جو شخص حج فرض ہونے کے بعد بھی حج نہیں کرے گا اور یوں ہی بلا حج کے مرجائے گا اس کے اسلام کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ قرآن میں استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حج میں دیر جائز ہے مگر زندگی کا کیا ٹھکانہ ہے اس لیے جب حج فرض ہو جائے تو بہت جلد ادا کردیا جائے۔

جب کوئی نیکی کا کام کرو تو ظاہری نمائش کے خیال سے شیخی نہ مارو اور نہ اپنے کو لگاؤ، نیک کام کی توفیق پانے پر خوش ہونا چاہیے اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے مگر اس پر اپنے کو لگانا اور شیخی مارنا

کسی طرح جائز نہیں ہے۔

(۵) مسلمان کا سہارا صرف خدا کی ذات ہے

جب بھی کسی قسم کی کوئی مصیبت تم پر نازل ہوجائے اور تم گھبرانے لگو تو اس سے بچنے کے ظاہری اسباب کے ساتھ اس کا حقیقی سبب تلاش کرو اور صرف خدائے عزوجل کی طرف بھاگو، کیوں کہ نجات کی صرف یہی صورت ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

کان مفزعه الی اللہ الا فرج اللہ عنه ۔ یعنی بندے پر جب کوئی بلا نازل ہوتی ہے اور وہ خدا کی طرف بھاگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو یقیناً اس بلا سے نجات دیتا ہے۔

رنج، بھوک، مرض اور ذلت کے موقعوں پر تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرو: اللہ ربی لا اُشرِکُ بہ شَیْئاً۔ اس قسم کی جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو اس دعا کے پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

(۶) جماعتی طور پر تبلیغ ضروری ہے

لوگوں کو اطاعت خداوندی کا حکم کرتے رہو۔ اس بات کی توفیق پانے پر خوش رہو، اسی طرح گناہوں سے روکتے رہو اور ان پر نفرت کا اظہار کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِتَرْكِهِمْ نَهْيَهُمْ عَنِ الْمَعَاصِىْ وَلَمْ يَنْهَهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ ۔ یعنی نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو تم سے پہلے جو قومیں برباد ہوئیں ان کا یہی قصور تھا کہ انہوں نے گناہوں سے روکنے کا فریضہ چھوڑ دیا اور ان کے علماء اور اولیاء تک نے انہیں باز نہیں رکھا۔

اس لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے چھوڑ دینے کی سزا جو تباہی وبربادی کی

صورت میں اگلی امتوں کو مل چکی ہے اس کے تم پر اترنے سے پہلے ہی تم لوگ اس اہم فریضہ کو انجام دو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے نہ زندگی میں کمی ہوتی ہے نہ آدمی کے حصے کی روزی بند ہوتی ہے۔

جب کسی نیک کام کا حکم کرو تو پہلے خود اس پر عمل کر لو اور برائی سے روکنے کے وقت بھی تم پہلے خود اس سے رُکو۔ اچھائی کا حکم کرنے اور خود عمل کرنے اور برائی سے روکنے اور خود رکنے کے معاملے میں یہ اصولی بات یاد رکھو کہ جو چیز تمہارے لیے مفید اور کارآمد نہ ہو اسے چھوڑ دو۔ حدیث شریف میں ہے:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ۔ یعنی ایک انسان کے اسلام کی حسین ترین صورت یہ ہے کہ جن چیزوں کو وہ فضول سمجھتا ہے اسے چھوڑ دے۔

جب تم کسی ایسی مجلس میں پہنچ جاؤ جہاں خدا کی مرضی اور اطاعت کے خلاف کام ہوتا ہے اور تم اسے مٹانے کی طاقت اپنے اندر نہیں رکھتے ہو تو وہاں سے اٹھ جاؤ اور ہرگز نہ بیٹھو اور اگر صورت حال کو دفع کر سکتے ہو تو اس کی کوشش کرو۔ حدیث شریف میں ہے:

لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ مَخَافَةُ النَّاسِ اَنْ يَّقُوْلَ الْحَقَّ اِذَا شَهِدَهُ اَوْ عَلِمَهُ۔ یعنی تم میں سے جب کوئی آدمی حق بات کا مشاہدہ کرلے یا اسے جان جائے تو پھر عوام کا ڈر اسے نہ روک سکے۔

(۷) خیالات اور جذبات میں بھی اخلاص ضروری ہے

اگر تم خدا کی اطاعت کو محبوب رکھو گے تو خدائے تعالیٰ تم کو اپنے یہاں اور اپنی مخلوق میں محبوب بنادے گا۔ اللہ کی رضا جوئی اور اطاعت ظاہر و باطن اور ہر حال میں ضروری ہے یہاں تک کہ ذہن کے خیالات اور دل کے جذبات میں بھی خدا کی رضا جوئی ہونی چاہیے۔ تمہارے خیالات اچھے یا برے ظاہر ہوں گے۔ بعض علماء کا قول ہے:

مَا اَسَرَّ عَبْدٌ قَطُّ سَرِيْرَةَ خَيْرٍ اِلَّا اَلْبَسَهُ اللهُ رِدَاءَهَا وَلَا اَسَرَّ سَرِيْرَةَ شَرٍّ قَطُّ اِلَّا اَلْبَسَهُ اللهُ رِدَاءَهَا۔ یعنی جو شخص بھی اچھے بھید کو اپنا بھید بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے نیکی کی چادر اڑھاتا ہے اور جو شخص بھی برے بھید کو اپنا بھید بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے برائی کی چادر اڑھاتا ہے۔

تم گھر میں ہو، سفر میں، تنہائی میں ہو یا مجلس میں بات چیت کرتے ہو یا کوئی اور کام میں مصروف ہو، بہرحال تمہارے اندر متانت، سنجیدگی اور وقار ہونا چاہیے۔ مرتبہ صحابۂ کرام کے ایک مجمع میں بے قاعدہ بھیڑ بھاڑ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ۔ یعنی تم لوگوں پر سکون و وقار ہونا چاہیے۔ تم اس چیز کو اپنے لیے لازم قرار دیدو۔

(۸) جانوروں کے ساتھ بھی انسانیت کا برتاؤ

جانوروں پر سواری کرو تو ان کے ساتھ بھی متانت و سنجیدگی اور سکون و وقار کا معاملہ کرو۔ سواری کے جانور کا پورا حق ادا کرو۔ زمین سے اس کا جو حصہ آب و گیاہ اور خوراک کا ہے اسے کم نہ کرو۔ اس کے ساتھ جفا اور مار پیٹ سے نہ پیش آؤ۔ حدیث شریف میں ہے:

اِذَا رَكِبْتُمْ هٰذِهِ الدَّوَابَّ الْعُجْمَ فَاَعْطُوْهَا حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ۔ یعنی جب تم ان بے زبان جانوروں پر سواری کرو تو زمین سے ان کا جو حصہ ہے اسے ادا کرو۔

کوئی بھی سواری ہو سوار ہوتے وقت بسم اللہ پڑھو اور جب بیٹھ جاؤ تو کہو:

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی فرمایا کرتے تھے۔

(۹) حلم وبردباری

صبر وتحمل اور حلم وبردباری کو اپنی زندگی کے لیے ضروری قرار دو۔ عوام کی معمولی لغزشوں سے چشم پوشی کرو، ان سے اگر ناپسندیدہ حرکت ہو جائے تو صبر وتحمل سے کام لو، حتی الامکان درگزر کیا کرو۔ ان باتوں میں دین ودنیا کی بھلائی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْحَلِیْمَ، اَلْحَیَّ الْعَفِیْفَ، اَلْمُتَعَفِّفَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ بردبار، باحیا، پاک دامن، پرہیزگار بندے کو پسند فرماتا ہے۔

جب تمہیں کسی بات پر غصہ آ ہی جائے تو فوراً اللہ کے اس وعدہ کو یاد کرو جو غصہ پی جانے والے کے لیے کیا گیا ہے۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ یعنی جو لوگ غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں درگزر کرتے ہیں وہ اچھے لوگ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

مَا امْتَلَأَ رَجُلٌ غَیْظًا فَکَظَمَہٗ لِلّٰہِ اِلَّا مَلَأَہُ اللّٰہُ رِضْوَانًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ یعنی جو شخص غصہ سے بھر جانے کے بعد اسے خدا کے لیے ختم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنی رضامندی سے سیراب کر دے گا۔

(۱۰) چھ باتوں پر عمل کرنا جنت کا باعث ہے

جب کوئی ایسا وعدہ کرو جس میں خدا کی رضا اور اس کی اطاعت ہو تو اسے پورا کرو اور اس قسم کو وعدہ لوگوں سے بھی کیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ تَکَفَّلَ لِیْ بِسِتٍّ اَتَکَفَّلُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ اِذَا حَدَّثَ لَمْ یَکْذِبْ وَاِذَا وَعَدَ لَمْ یُخْلِفْ وَاِذَا اؤْتُمِنَ لَمْ یَخُنْ وَغَضَّ بَصَرَہٗ وَحَفِظَ فَرْجَہٗ وَکَفَّ یَدَہٗ۔ یعنی جو شخص مجھ سے چھ باتوں کا عہد وپیمان کر لے میں اس کے لیے جنت کا عہد وپیمان کرتا ہوں: (۱) جب گفتگو کرو تو جھوٹ نہ بولے۔

(۲) جب وعدہ کرے تو خلاف نہ کرے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرے۔ (۴) اپنی نگاہ نیچی رکھے۔ (۵) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔ (۶) اور اپنے ہاتھ کو روکے۔

(۱۱) تین باتیں خدا کے غضب کا باعث ہیں

بیکار اور زیادہ بات کرنے سے بچتے رہو جس بات کے متعلق معلوم ہے کہ وہ خلاف واقعہ ہے اسے ہرگز نہ کہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

ثَلَاثَۃٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَلْاِمَامُ الْکَذَّابُ وَالْعَائِلُ الْمَزْھُوُّ وَالشَّیْخُ الزَّانِیْ۔ یعنی تین قسم کے لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر بھی نہیں اٹھائے گا: (۱) جھوٹا امام، سردار، خلیفہ وغیرہ (۲) اہل وعیال والا آدمی جو کھیل کود میں رہ کر ان کی خبرگیری نہ کرے (۳) بوڑھا زناکار۔

(۱۲) تکبر کی حقیقت اور اس سے پرہیز

خبردار تم تکبر اور شیخی کے پاس بھی نہ جانا، اللہ تعالیٰ ان دونوں باتوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتا۔ ایک تابعی عالم کا قول ہے:

یُحْشَرُ الْمُتَکَبِّرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ صُوَرِ الذَّرَّۃِ یَطَؤُھُمُ النَّاسُ بِتَکَبُّرِھِمْ عَلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی تکبر کرنے والے لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے، جن کو لوگ پیروں سے روندیں گے۔ یہ اس لیے ہوگا کہ وہ خدا کے مقابلے میں تکبر سے کام لیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میرے پاس اچھی اونٹنی ہو تو کیا یہ بھی تکبر کی بات ہوگی؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر کہا کہ عمدہ لباس ہو تو تکبر ہوگا؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر کہا کہ اگر میرے یہاں کھانے پینے کی افراط

ہو اور لوگ میرے دستر خوان پر جمع ہو کر کھائیں تو کیا یہ تکبر ہوگا؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ آخر میں آپ نے تکبر کے بارے میں ایک اصولی بات فرمائی کہ:

انما الکبر ان تسفه الحق وتغمص الخلق۔ یعنی تکبر یہ ہے کہ تم حق پرستوں کی طرح پھٹے پرانے کپڑے پہنو اور پھر حق کو ذلیل جانو۔

(۱۳) لالچ اور نفسانی خواہش خطرناک عادتیں ہیں

سچائی کو چھوڑ کر نفسانی خواہشوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے، یہ بات بہت ہی خطرناک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

انی اخاف علیکم اثنین اتباع الھوی وطول الامل۔ یعنی میں تم لوگوں کے متعلق دو باتوں سے ڈرتا ہوں:
(۱) نفسانی خواہش کی پیروی (۲) اور حرص و امید کی زیادتی۔

جن عورتوں کو اللہ تعالی نے تمہارے لیے حرام قرار دیا ہے ان کی طرف مت دیکھو یہ چیز بہت فتنے کا باعث ہے، بلکہ اپنی نظر نیچی رکھو۔ حضرت علی کا قول ہے:

لاتتبع النظرۃ النظرۃ فان لک النظرۃ الاولیٰ ولیست لک الاخریٰ۔ یعنی پہلی نظر جو اچانک پڑ جاتی ہے اس کے بعد پھر نظر نہ ڈالو، پہلی نظر جو بلا ارادہ کے پڑ جاتی ہے وہ تمہارے لیے درجہ جواز میں ہے، لیکن دوبارہ نظر ڈالنا تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔

(۱۴) کھانے پینے میں پرہیزگاری

حرام، ناپاک اور برے کھانے پینے سے پرہیز کرو، اس لیے کہ ایسی چیزیں ابتدا میں بھی بے فائدہ اور بیکار ہوتی ہیں اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی خطرناک ثابت ہوتی ہیں، ان کا برا اثر دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں پر پڑتا ہے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ:

کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ یعنی پاک وطیب چیزوں کو کھاؤ اور عمل صالح کرو۔

جن چیزوں کا کھانا پینا تمہارے لیے حرام ہے اس کی قیمتوں سے دوسری چیز خرید کر اس کا استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرما دی کہ:

ان الذی حرم شربھا حرم ثمنھا۔ یعنی جس خدا نے شراب کا پینا حرام قرار دیا ہے اس نے اس کی قیمت بھی حرام کر دی ہے۔

جو چیزیں ناجائز ہیں ان کو نہ تم خود کھاؤ نہ دوسروں کو کھلاؤ نہ اس کی خرید و فروخت کرو نہ دوا کے لیے استعمال کرو اور نہ ہی چھوٹے یا بڑے آدمیوں یا جانوروں کے لیے استعمال کرو نہ کراؤ۔ ایک صحابی عالم کے متعلق روایت ہے کہ وہ ایک اونٹ اجرت پر لینا چاہتے تھے، بعض لوگوں نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہ "خمر" ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح شراب پینے والا مسرور ہوتا ہے اسی طرح اس اونٹ کو کام میں لانے والا بھی خوش ہوگا، اس اونٹ کے متعلق لفظ خمر (شراب) سن کر اس صحابیؓ نے یہ کہتے ہوئے اسے اجرت لینے سے انکار کر دیا کہ:

لا واللہ لا اوجر خمراً۔ یعنی خدا کی قسم میں خمر کو اجرت پر نہیں لے سکتا۔

صحابۂ کرام حرام وحلال کے بارے میں اس قدر سخت تھے کہ حرام چیزوں کے نام سے بھی انہیں بیر تھا اور جس جائز چیز کا نام کسی حرام چیز کے نام پر رکھ دیا جاتا تھا اسے بھی استعمال نہیں کرتے تھے۔

(۱۵) ہر کام میں اخلاص ضروری ہے

جو کام کرو اس میں صرف خدا کی رضامندی مد نظر رکھو، اگر کسی میں یہ جذبہ نہیں ہے تو نماز، روزہ، حج، زکوۃ سراسر ریاکاری ہے۔ تم ریاکاری سے بہت دور رہنا، کیوں کہ جس کام میں ریا ہوتی ہے اس میں مقبول ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اللہ کے نزدیک مقبول ہو اور اس پر ثواب ملے۔ کہا گیا ہے کہ:

لا یصعد عمل المرائی الی اللہ عزوجل ولا یزکیہ
عندہ۔ یعنی ریاکار آدمی کا عمل خدا کی درگاہ میں باریاب ہونے
نہیں پاتا اور نہ ہی خدا اسے پاکیزگی دیتا ہے۔

(۱۶) شریعت کا علم کسی کا مخصوص ورثہ نہیں ہے

اگر تم کو ایمان و دین کی سمجھ کے ذریعہ کسی ایسے نیک کام کا علم ہو جائے جسے تم نے اب تک کیا نہیں ہے تو اسے فوراً کر ڈالو ہو سکتا ہے کہ تمہارا علم کم ہو مگر کوئی بہت اہم بات معلوم ہو جائے جسے بڑے بڑے علما بھی نہ سمجھ سکے ہوں کیوں کہ شریعت کا عرفان کسی خاص کا حصہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

نضر اللہ امراء سمع مقالتی فوعاھا حتیٰ یبلغھا
غیرہ فرب غائب احفظ من شاھد ورب حامل فقہ
غیر فقیہ۔ یعنی ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے جو میری
بات کو سن کر یاد کرلے اور اپنے علاوہ بھی دوسروں کو پہنچادے
کیوں کہ بہت سے لوگ جو مجلس سے غائب رہتے ہیں حاضر رہنے
والوں سے زیادہ یاد رکھنے کا مادہ رکھتے ہیں اور بہت سے فقیہ دینی
مسائل کے جاننے والے نہیں ہوا کرتے۔

دینی علوم حاصل کرو تاکہ فخر وتکبر اور مذہبی جنگ وجدل کا مادہ ختم ہو جائے، کیوں کہ ارباب علم وفضل کا مقام ان باتوں سے بہت اونچا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

العلماء ورثۃ الانبیاء۔ یعنی صحیح علمائے دین انبیاء کے
وارث ہیں۔

لہٰذا ارباب علم میں انبیا کے اخلاق وعادات اور ان کی زندگی کا نمونہ ہونا چاہیے۔

اسلامی اخلاق کا برتاؤ یوں کرو کہ جو شخص تم سے تعلق ختم کرے تم اس سے رشتہ جوڑ جاؤ۔ جو ظلم اور زیادتی کرے تم اسے معاف کرو اور جو تمہیں ہر بات میں نظر انداز کرتا رہے تم اسے نوازتے

رہو اور ہر معاملہ میں اس کا خیال رکھو۔ ایسے ہی اخلاق کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

انھا افضل اخلاق الدنیا والدین۔ یعنی دنیا اور دین کے یہ
بہترین عادات واخلاق ہیں۔

اگر اخلاق کا اتنا اونچا درجہ کسی کو حاصل ہے تو وہ انسانیت کا ہیرو قرار دیا جائے گا۔

(۱۷) عام مسلمانوں میں مل کر زندگی گزارو

عام مسلمانوں سے کٹ کر ان سے دور نہ رہو بلکہ ان سے اخلاق ومحبت کے ساتھ ملتے رہو۔ حدیث شریف میں ہے:

ان اھل الارض کل ھین لین سھل طلق۔ یعنی خدا کی
زمین کے قابل ایسے تمام لوگ ہیں جو نہایت سیدھے سادے، نرم
اور خوش مزاج ہوتے ہیں۔

لوگوں کو بیگاری میں نہ پکڑو یہاں تک کہ اگر خدا کے لیے بھی تم کسی سے کوئی کام لو تو اجرت دیدو عوام کو حقیر نہ سمجھو بلکہ ان کے لیے اپنا بازو ہمیشہ بچھائے رکھو۔

اپنے ذاتی معاملات میں رائے اور مشورہ کے لیے ان لوگوں سے مدد نہ لو جو خدا سے نہیں ڈرتے اور خدا کے عذاب سے بے پرواہ ہو کر نڈر زندگی گزارتے ہیں۔ حضرت عمر کا قول ہے:

شاور فی امرک الذین یخافون اللہ۔ یعنی تم اپنے معاملہ
میں ایسے لوگوں سے مشورہ لیا کرو جو خدا سے ڈرتے ہیں۔

برے لوگوں سے اپنے کو ہمیشہ بچائے رکھو اور ان سے ڈرتے رہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر نبی اور خلیفہ کے آگے پیچھے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک وہ گروہ ہوتا ہے جو ان کو نیکیوں کے کرنے اور برائیوں کے روکنے میں مدد دیتا ہے اور دوسرا وہ گروہ ہوتا ہے جو نہایت غیر ذمہ داری سے تخریبی کام کرتا رہتا ہے۔ ان دونوں گروہوں میں آدمی اسی گروہ کے ساتھ ہو جاتا ہے جو اس آدمی پر غالب آجائے جو آدمی برے گروہ سے بچالیا جائے تو واقعی وہ بچ جاتا ہے۔

عوام میں سے نیکوں اور متقیوں کا پورا پورا خیال رکھو، اپنے مہمان کی تعظیم کرو، اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق خرچ کر کے اپنے پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت کرو اور ان کی ہر تکلیف کو دفع کرو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

من كان يومن بالله واليوم الآخر فليكرم جاره ومن كان يومن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه ۔یعنی جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی تعظیم کرے اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔

(۱۸) بروں کی صحبت سے بچو

دین و دنیا کی ہر ایسی بات سے جس میں بدنامی اور تہمت کا ڈر ہے بچتے رہو اور ایسے لوگوں سے دور بھاگو جو برا کام کرتے ہیں یا اس بارے میں بدنام ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

من كان يومن بالله واليوم الآخر فلا يقف مواقف التهم ۔یعنی جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ بدنامی اور تہمت کی جگہ کھڑا بھی نہ ہو۔

سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تمہارے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ اپنا گھر یا مسجد ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

المساجد بيوت المتقين ۔یعنی مسجدیں نیک لوگوں کے لیے گھر ہیں۔

ضروری کاموں کے لیے گھر سے نکلو مگر بیکار ہرگز نہ نکلو۔ بیکار بیٹھک بازیوں سے دور رہو البتہ جو مجلسیں اسلامی طریقہ پر ہوں اور ان پر خدائی نگرانی ہو ان میں شرکت کرو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

ستة مجالس المسلم ضامن على الله ما كان في شيئ منهن في سبيل الله او في بيت الله او في عيادة مريض او شهود جنازة او جمعة او عند امام مقسط يعزره او يوقره ۔یعنی چھ جگہیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی ایک میں مسلمان ہو تو وہ خدا کی ذمہ داری اور حفاظت میں رہتا ہے: (۱) اللہ کی راہ یعنی جہاد وغیرہ میں (۲) مسجد میں (۳) مریض کی بیمار پرسی میں (۴) جنازہ میں (۵) جمعہ کی نماز کے لیے حاضری (۶) عادل بادشاہ یا خلیفہ کی خدمت میں رہ کر اس کی تعظیم وتکریم کرنا۔

(۱۹) عوام میں اپنے کو بہتر رنگ میں پیش کرو

عام لوگوں میں اپنی عملی زندگی کو بہتر سے بہتر رنگ میں پیش کرو۔ ان کو برا بھلا کہنے اور گالی گلوچ دینے سے بچتے رہو، پیٹھ پیچھے غیبت مت کرو۔ قرآن حکیم میں ہے:

ايحب احدكم ان يا كل لحم اخيه ۔یعنی غیبت کر کے کیا تم لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے؟

حدیث شریف میں ہے:

لا تشتم الناس ۔یعنی لوگوں کو گالی گلوچ نہ دو۔

البتہ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور اچھے اخلاق کے برتاؤ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم لچوں اور بدمعاشوں اور ذلیل لوگوں سے دوستی کرنے لگو، بلکہ گئے گزرے لوگوں سے بات چیت تک سے پرہیز کرو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ:

اعتبر الناس باخدانهم فانما يخدن الرجل الرجل مثله ۔یعنی لوگوں کے اچھے برے ہونے کا اعتبار ان کے ساتھیوں

اور دوستوں کو دیکھ کر کرو، کیوں کہ جس قسم کا آدمی ہوتا ہے ویسے ہی
لوگوں سے دوستی کرتا ہے۔

اگر کسی آدمی سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہو اور بعد میں وہ شرمندہ ہو کر تم سے معذرت طلب کرے تو تم اسے معافی دیدو اور اس کا عذر سن کر اپنا دل صاف کر ڈالو۔ حدیث شریف میں ہے:

من اعتذر الی اخیہ المسلم فلم یقبل عذرہ کان علیہ مثل وزر صاحب مکس۔ یعنی اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے کسی بات کا عذر کرے اور وہ عذر قبول نہ کرے تو اسے ظالم کی سزا ملے گی۔

(۲۰) دوستی کے لیے نیکوں کو تلاش کرو

علماء فضلاء اور نیک لوگوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرو، کیوں کہ یہی لوگ اللہ کے کاموں میں تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

ماتحاب رجلان الا کان افضلھما اشد حبا لصاحبہ ۔ یعنی جب دو آدمیوں میں خدا کے لیے محبت ہو تو ان میں افضل وہی ہوگا جو اپنے دوست سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔

تمہارا دوست تم سے تعلقات قطع کرے تب بھی تم اس کی دوستی کا دم بھرتے رہو، اگر کبھی کسی دوست سے کوئی کام ایسا ہو جائے جس سے تم کو تکلیف ہو تو اس کا بدلہ فوراً نہ لو۔ ایک صحابیؓ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے قرابت داروں کا حال یہ ہے کہ میں ان کو معاف کیا کرتا ہوں اور وہ مجھ پر ظلم کیا کرتے ہیں، میں ان سے ملا رہتا ہوں اور وہ مجھے کاٹ دیا کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی سے پیش آتے ہیں، کیا ان حالات میں

میں ان کو بدلہ دیا کروں؟ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا:

ولکن اذا اساؤا فاحسن فانہ لن یزال لک علیھم من اللہ ظھیر ۔ یعنی بہتر یہی ہے کہ جب وہ برائی کریں تو تم نیک سلوک کرو، اس صورت میں ان کے مقابلہ پر خدا کی طرف سے غلبہ تمہارے شامل حال رہے گا۔

(۲۱) محتاجوں اور مسکینوں کا خیال کرو

پریشان مسکین و فقیر اور محتاج مسافر و غریب پر رحم کرو، ان کے ساتھ جہاں تک تم سے ہو سکے احسان کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے:

کل معروف صدقۃ۔ یعنی ہر احسان صدقہ ہے۔

سوال کرنے والے پر رحم کرو، اس کو اپنے دروازے سے ہٹانے میں شرافت سے کام لو، مال دے کر اس پر احسان کرو، ورنہ اچھی اور نرم گفتگو کرو۔ حدیث شریف میں ہے:

ردعنک مذمۃ السائل بمثل راس الطیر من الطعام۔ یعنی سائل کی بکواس کو تم تھوڑی سی مقدار میں کھانا دے کر دفع کر دو۔

تم پہچانو یا نہ پہچانو ہر حاجت مند پر احسان اور صدقہ کرو، تمہارے لیے ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ حاجت مندوں میں اپنے اور بیگانے کا فرق پیدا کر کے صدقات وخیرات میں کمی کرو، اس بارے میں نہایت حوصلہ مندی سے کام لو اور موقع سے نہ چوکو۔ حدیث شریف میں ہے:

لا تزھدفی المعروف ولو ان تصب من دلوک فی اناء المستقی ۔ یعنی احسان کرنے سے مت غافل رہو اتنا کام بھی احسان ہے کہ تم اپنے ڈول سے پیاسے کے برتن میں پانی ڈالو۔

(۲۲) اخلاص، خیر خواہی اور نصیحت ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے

مسلمانوں کا سینہ ان جذبات سے بھرپور ہونا چاہیے (۱) تمام کاموں میں للّٰہیت اور اخلاص (۲) امام عادل یا صحیح ذمہ دار شخص کی خیر خواہی (۳) عام مسلمانوں کے لیے نیکی اور بھلائی کی نصیحت، عام مسلمانوں کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوتی ہیں، لوگوں کے ساتھ بد خلقی سے بچتے رہو، کیوں کہ بری عادت اللہ کی نافرمانی اور گناہوں کا سبب ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

خیارکم احسنکم اخلاقاً ۔ یعنی تم لوگوں میں بہترین لوگ وہی ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں۔

ظاہر میں لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے تم اپنے اخلاق سے ہر دل عزیز اور سب کے لیے مفید رہو اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں بھی مطیع و فرماں بردار بنے رہو۔ اس طرح عام انسانوں میں اور خدا کے دربار میں تمہارا درجہ بہت اونچا ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے کہ نبوت کے منصب پر ہوتے آپ کو "ملکوتیت" اور "عبدیت" میں سے جو پسند ہو میں اسے عطا کردوں، اسی موقع پر حضرت جبرئیل نے آپ کو اشارہ کیا کہ آپ مقام تواضع اپنے لیے پسند فرمائیے، چناں چہ آپ نے اللہ کی بندگی اور تواضع کر کے عبدیت کا حق یوں ادا کیا کہ آخری دم تک کبھی ٹیک لگا کر کھانا بھی نہیں کھایا۔

(۲۳) ظلم کے نتیجہ میں ظالم کا تسلط ہو جاتا ہے

لوگوں پر کبھی ظلم اور زیادتی نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عوام پر ظلم کرنے لگو اور اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں تمہارے اوپر مظلوموں کو غالب کردے اور وہ تمہیں تباہ و برباد کرنے لگیں۔ ایک صحابیؓ کا قول ہے کہ:

ماظلمت احداً اشد علی ظلما من احد لا یستعین علی الا باللہ ۔ یعنی میرا سب سے بڑا ظلم خود اپنے اوپر یہ ہے کہ میں کسی پر ظلم کروں اور وہ میرے مقابلہ میں خدا کو مدد کے لیے پکارے۔

یتیم کی تعظیم کرو اس کے ساتھ محبت اور مہربانی سے پیش آؤ، مسلمان کا دھیان ہر وقت یتیم کی خبر گیری کی طرف رہنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کفل یتیما لہ او لغیرہ کنت انا وھو فی الجنة کھاتین ۔ یعنی جو شخص اپنے یتیم یا دوسرے کے یتیم کی ذمہ داری لے گا تو وہ شخص اور میں جنت میں اتنے ہی قریب ہوں گے جتنی کہ ان دونوں انگلیوں میں قربت ہے۔

(۲۴) مظلوموں کی دادرسی سے ثابت قدمی ملتی ہے

تم اپنی طاقت بھر مظلوم کی امداد کرو اور ظالم کا ہاتھ پکڑ کر ظلم کرنے سے روک دو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

من مشی مع مظلوم حتی یثبت لہ حقہٗ ثبت اللہ قدمه یوم تزول الاقدام ۔ یعنی جو شخص مظلوم کے ساتھ چل کر اس کا حق دلوادے تو اللہ تعالیٰ اس کے قدم کو اس دن ثابت رکھے گا جس دن کہ قدم ڈگمگائیں گے۔

بلا کسی دباؤ کے اپنے ایمان کی آواز پر لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کرو۔ اس میں ہرگز دیر نہ لگاؤ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

اشرف الاعمال ثلاثة ذکر اللہ علی کل حال ومواساة الاخ بالمال وانصاف الناس من نفسک ۔ یعنی تین کام سب سے زیادہ شریف کام ہیں: (۱) ہر حال میں خدا کی یاد (۲) روپیہ پیسے سے مسلمان بھائی کی غم خواری (۳) اپنے دل سے لوگوں کے ساتھ انصاف۔

تم عوام پر رحم کرو خدا تم پر رحم فرمائے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

من لا یرحم الناس لا یرحمه اللہ ۔ یعنی جو شخص لوگوں پر

ترس نہیں کھاتا خدائے تعالیٰ بھی اس پر ترس نہیں کھاتا۔

(۲۵) زنا وہ لعنت ہے جس کی نسبت کسی انسان کی طرف جائز نہیں

اپنے نوکروں اور نوکرانیوں تک کو زنا کی گالی نہ دو، یعنی ان کو حرامی وغیرہ نہ کہو اور ان پر حرام کاری کی تہمت نہ باندھو، اسلام میں زنا اس قدر بدترین گناہ ہے کہ تم کسی معمولی آدمی کو بھی زنا کے ساتھ برا بھلا نہیں کہہ سکتے، اسلام تمام دنیا کی قوموں سے اس لعنت کو ختم کرنا چاہتا ہے، اسلام کی نظر میں جرم بہر حال جرم ہے چاہے کسی کے ساتھ ہو، اور جرم کی سزا ملنی ضروری ہے، حدیث شریف میں ہے:

من قذف امة او حرة او يهودية او نصرانية فلم يضرب فی الدنيا ضرب يوم القيامة ثمانين جلدة۔

یعنی جو شخص کسی لونڈی یا آزاد عورت کو یا یہودی عورت کو یا نصرانی عورت کو زنا کی تہمت لگائے گا اور دنیا میں اس پر تہمت کی حد جاری نہ ہو سکے گی تو قیامت کے دن وہ اسی کوڑے سے مارا جائے گا۔

پس اسلام میں کسی انسان پر تہمت لگانا جائز نہیں ہے۔ اگر یہود و نصاریٰ اور ذمیوں کے ساتھ کوئی شخص ایسا برتاؤ کرے گا اور اپنی مظلومی و مجبوری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اس کے خلاف ثبوت نہ پہنچا سکے اور تہمت لگانے والے کو سزا نہ مل سکی تو ان کی مظلومیت کی طرف سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن افترا باز مسلمان کو اسی دُرّے مار کر بدلہ لے گا۔

(۲۶) ہر مسلمان کی خیر خواہی کرو

جو باتیں تمہارے لیے نامناسب ہوں ان کو دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بجلیؓ سے جب مسلمان ہونے کی بیعت لی تو بیعت کی منجملہ دفعات کے ایک دفعہ یہ بھی تھی:

والنصيحة لكل مسلم ۔یعنی میں تمام مسلمانوں کی خیر خواہی بھی کروں گا۔

دوسروں کو مشورہ دینے میں خیر خواہی اور نصیحت کا بڑا لحاظ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص تم سے کسی معاملہ میں مشورہ کرے تو تمہیں اختیار ہے کہ اسے جواب دو یا خاموش رہو، تم کو اس پر مجبور نہیں کیا گیا کہ بلا سوچے سمجھے غلط سلط کچھ نہ کچھ منہ سے ضرور کہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

المستشار بالخيار ان شاء تكلم وان شاء سكت ۔

یعنی جس سے مشورہ لیا جائے اسے اختیار ہے چاہے تو اس بارے میں بولے اور چاہے تو خاموش رہے۔

اگر وہ شخص رائے و مشورہ کے سلسلے میں یا کسی اور طریقہ سے اپنا کوئی اندرونی بھید بتا دے تو اسے دوسرے سے بیان مت کرو کیوں کہ اس نے تمہارے پاس یہ راز بطور امانت رکھا ہے اور تم اس کے امین ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

المستشار مؤتمن ۔یعنی جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امانتدار ہوتا ہے۔

البتہ یہ راز اگر اس قسم کا ہے کہ اس کے ظاہر کر دینے میں اس آدمی کے لیے دین یا دنیا کا کوئی فائدہ ہے تو سوچ سمجھ کر اسے کھولا جا سکتا ہے۔ اس نے اپنا راز تم سے اسی لیے بیان کیا تھا کہ تم اس کے معاملہ میں اچھی راہ پیدا کرو۔ حدیث شریف میں ہے:

حق المسلم على المسلم اذا استنصحه ان ينصحه۔

یعنی مسلمانوں کے باہمی حقوق میں یہ حق بھی ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان سے نصیحت چاہے تو وہ اس کو نصیحت کرے۔

(۲۷) اپنے ماتحتوں اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک سے کام لو

ملک، شہر، گاؤں، خاندان اور گھر میں اللہ نے جن لوگوں کا تمہیں ذمہ دار اور نگراں بنایا ہے، تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو ان لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ قوت اور اقتدار کے غرور میں پڑ کر اپنے ماتحت لوگوں پر زیادتی ہرگز جائز نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

فمن کان لہٗ خول فلیحسن الیہ ومن کرہ فلیستبدل ولا تعذبوا خلق اللہ۔ یعنی جس آدمی کی ماتحتی اور نگرانی میں چھوٹے لوگ ہوں تو اسے چاہیے کہ ان سے اچھا سلوک کرے اور جو اپنی ذمہ داری کو کسی وجہ سے ناپسند کرے تو اسے حق ہے کہ بدل دے اور اللہ کی مخلوق کو اذیت نہ پہنچاؤ۔

جن لڑکوں بچوں یا لوگوں کے معاملات اور تعلیم و تربیت کے تم ذمہ دار ہو اور وہ تمہاری نگرانی اور کفالت میں زندگی بسر کرتے ہیں، ان کی تعلیم و تادیب اور خبرگیری سے ہرگز غافل نہ رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباسؓ سے فرمایا کہ:

لاترفع عصاک عن اھلک واخفھم فی اللہ۔ یعنی اپنے اہل و عیال پر سے ادب کی چھڑی نہ اٹھاؤ اور انہیں اللہ کے بارے میں خوف دلاتے رہو۔

اپنے اہل و عیال اور دوسرے متعلقین کے ساتھ اچھے اخلاق کا برتاؤ کرو، اس بات سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی، اپنوں سے محبت، مال کی کثرت اور زندگی میں برکت ہوتی ہے، یہ صحابہ کرامؓ کی تصریح ہے۔

اخلاق و آداب کی جس بلندی پر تم ہو اپنے اہل و عیال اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دو اور کوشش کرو کہ اخلاق و شرافت اور ایمان و دیانت میں وہ لوگ بھی تمہاری طرح اونچے قسم کے لوگ بن جائیں اور نیکی میں پورے طور سے تمہاری مدد کریں، یوں بھی ہر اچھے اخلاق والے سے تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ اسلام میں اخلاق و عادات کا خدائی معیار قرآن حکیم ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

کل مؤدب یحب ان یوخذ بادبہ وان ادب اللہ ھو القرآن۔ ہر تربیت یافتہ سے ادب حاصل کرنا چاہیے اور اللہ کا ادب قرآن ہے۔

اسی لیے صحابہؓ نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ:

کان خلقہ القرآن۔ یعنی آپ کے خلق و عادات کا معیار قرآن ہے۔

(۲۸) اپنے لوگوں سے برائیاں ختم کرو مگر تعلقات پر حرف نہ آنے دو

اپنے متعلقین میں اگر کوئی برائی نظر آ جائے تو اس کو خوبصورتی کے ساتھ ختم کرو۔ اس بارے میں حسن تدبیر کی بڑی ضرورت ہے تاکہ باہمی تعلقات اور رشتہ داری کے جانے کا نازک معاملہ پیش نہ آئے اور معمولی بات کی وجہ سے اتنے زبردست گناہ کی نوبت نہ آ جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ایھا السلمی اتق العقوق وقطیعۃ الرحم فان ذالک شینا فی الدنیا وتباعدا فی الآخرۃ۔ یعنی اے سلمٰی! رشتہ داریوں اور باہمی تعلقات کے ٹوٹنے سے بہت زیادہ ڈرو اس لیے کہ یہ دنیا میں عیب اور بے شرمی کا باعث ہے اور آخرت میں اللہ کی رحمت اور جنت سے دوری کا سبب ہے۔

نیز حسب موقع جب اہل خانہ میں کوئی ایسی خلاف بات دیکھو جس کا مٹانا ہی بہتر ہے تو پھر ان کے ساتھ شفقت و محبت کا سلوک بند کر دو اور ان کے ساتھ وہی معاملہ اور سختی کرو جو ایک مربی اور ذمہ دار کی حیثیت سے تمہارے لیے ضروری ہے۔ ایسی صورت میں تمہارا یہ کام ان کے لیے امداد ہوگا اور ان کو راہ راست پر لانے کے لیے تمہارا نظر پھیر لینا مفید ثابت ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

انصر اخاک ظالما او مظلوما۔ یعنی مظلوم کی مدد کرو اور ظالم کو ظلم کرنے سے روکو یہ اس کے لیے مدد ہوگی۔

ایک دوسری حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

اشتکت الرحم الی اللہ عزوجل ممن یقطعها فرد اللہ علیها اما ترضین ان اصل من وصلک واقطع من قطعک ۔یعنی قرابت نے ایک مرتبہ خدا کی جناب میں ان لوگوں کی شکایت کی جو قطع رحمی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اسے جواب دیا کہ کیا اس بات پر راضی نہیں ہے کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے اپنے سے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے اپنے سے کاٹ دوں گا۔

(۲۹) صلہ رحمی اور رشتوں کی بحالی سے عمر میں برکت ہوتی ہے

صلہ رحمی اور رشتہ داریوں کے برقرار رکھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من سره ینسالہٗ فی عمره ویزداد فی رزقه فلیتق اللہ ربه ولیصل رحمه ۔یعنی جو شخص اس بات میں خوشی محسوس کرتا ہے کہ اس کی عمر بڑھادی جائے اور اس کی روزی میں زیادتی کی جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اپنے خاندانی تعلقات کو جوڑے۔

والدین کے ساتھ ہر حالت میں نیکی کا برتاؤ کرتے رہو اور ہر نماز میں خصوصیت سے ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے رہو اور اس دعا کی ابتدا اپنی ذات سے کرو۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہی طریقہ اختیار فرمایا ہے جسے قرآن نے نقل کیا ہے۔

(۳۰) کام کی بات کرو ورنہ خاموش رہو

جو بات کرو جچی تلی کرو ورنہ خاموش رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیراً او لیمسک ۔یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو

وہ اچھی گفتگو کرے ورنہ خاموش رہے بیکار بکواس اور بیہودہ باتوں سے پرہیز کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے:

انذرکم فضول المنطق ۔یعنی میں تم لوگوں کو فضول باتوں کے خطرناک نتیجے سے ڈرا رہا ہوں۔

بہت زیادہ کھل کر ہنسنے سے بچتے رہو کیوں کہ یہ بات بیوقوفی کا سبب بنتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسکراہٹ منقول ہے۔ لوگوں سے ہنسی مذاق اور دل لگی کی باتیں نہ کیا کرو کیوں کہ ایسا کر کے تم اپنے کو خود لوگوں کی نظر سے گرادو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ:

انی لا مزح ولا اقول الا الحق ۔یعنی کبھی کبھی میں مذاق بھی کرتا ہوں تو بھی حق بات کے سوا نہیں کہتا ہوں۔

جس بات سے تم دوسروں کو روکتے ہو خود اسے ہرگز نہ کہو۔ بات ہمیشہ مختصر اور کام کی کرو۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

هل یکب الناس فی نار جهنم الا هذا ای اللسان ۔یعنی یہی زبان لوگوں کو دوزخ کی آگ میں منہ کے بل گرادیتی ہے۔

جہاں تک ہو سکے خاموشی کی زندگی گزارو۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

لا یستکمل الرجل الایمان حتی یخزن لسانه ۔یعنی آدمی اپنا اس ایمان اسی وقت مکمل کرتا ہے، جب اس کی زبان اس کے قبضہ میں ہو جاتی ہے۔

(۳۱) بات بات پر قسم کھانا خطرناک غلطی ہے خدا کے علاوہ کسی کی قسم کھانا ناجائز ہے

قسم کھانے کے بارے میں بڑی احتیاط چاہیے۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم تباہی اور بربادی کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

ان اعجل الخير ثوابا صلة الرحم وان اعجل الشر
عقوبة اليمين الغموس تترک الديار بلاقع ۔ یعنی
نیکیوں میں صلہ رحمی وہ نیکی ہے جس کا ثواب فوراً مل جاتا ہے اور
برائیوں میں جھوٹی قسم وہ برائی ہے جس کا عذاب فوراً مل جاتا ہے۔

جھوٹی قسم آبادیوں کو ملبہ کا ڈھیر بنا کر چھوڑ دیتی ہے۔ اگر قسم کھانا ہی پڑے تو خدا کے علاوہ کسی اور مخلوق کی قسم ہرگز نہ کھاؤ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

لاتحلفوا با بائكم ليحلف حالف بالله او يسكت ۔
یعنی اپنے باپ دادا کی قسمیں نہ کھاؤ اگر کوئی قسم کھائے تو اللہ کی قسم
کھائے ورنہ چپ رہے۔

مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم بات بات پر خدا کی قسم کھاؤ قرآن حکیم میں ہے کہ:

لا تجعلوا الله عرضة لا يمانكم ۔ یعنی اللہ کی ذات کو اپنی
قسموں کا نشانہ مت بنالو۔

جب ایسی قسم کھالو جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو اور اس کے پورا کرنے میں اس کی نافرمانی ہو تو اسے ہرگز پورا نہ کرو، بلکہ اس کا کفارہ دے دو۔ حدیث شریف میں ہے:

لانذر في معصية الله وكفارتها كفارة يمين
والنذر يمين واذا حلفت على يمين ثم رأيت
غيرها خيرا منها فات الذى هو خير وكفره عن
يمينك ۔ یعنی جس چیز میں خدا کی نافرمانی اور معصیت ہو اس
میں نذر اور منت نہیں ہے ایسی نذر کا کفارہ وہی ہے، جو قسم کا کفارہ
ہے کیوں کہ نذر بھی قسم ہی ہے اور جب تم کسی بات کی قسم کھاؤ پھر
اس سے اچھی بات معلوم ہو جائے تو اچھی ہی بات کو کرو اور پہلی
قسم کا کفارہ دیدو۔

طلاق وغیرہ کی قسم نہ کھاؤ یہ فاسقوں اور بدکاروں کی قسم ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے:

اربع جائز اذا تكلم الطلاق والعتاق والنكاح
والنذر ۔ یعنی چار باتیں ایسی ہیں کہ منہ سے نکلتے سے پڑ جاتی
ہیں: (۱) طلاق (۲) عتاق یعنی غلام آزاد کرنا (۳) نکاح (۴) اور
خدا کے لیے نذر و منت ماننا۔

اگر تم نے کسی بات کی قسم کھائی اور ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک نے اس کے خلاف قسم کھائی ہے تو جب تک ان کی قسم میں خدا کی نافرمانی نہ ہو تم ان کی اطاعت کرو اور اپنی قسم کو پورا نہ کرو بلکہ کفارہ دیدو۔

(۳۲) کھانے کے آداب

جب کھانا کھانے بیٹھو تو پہلے اللہ کا نام لیا کرو۔ اگر بھول جاؤ تو جب بھی یاد آ جائے بسم اللہ پڑھ لو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

تذكر اسم الله حين تذكر فانه يحول بين الخبيث
وبين ان يا كل معه ويبقاء ما اكل ۔ یعنی اگر تم کھاتے وقت
بسم اللہ بھول جاؤ تو جب یاد کرو فوراً بسم اللہ کہو۔ کیوں کہ خدا کا نام
کھانے والے اور خباثت میں حائل ہو کر اس کے شر سے
بچا لیتا ہے۔

جب کھا پی کر فارغ ہو جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ
الْمُسْلِمِیْنَ ۔ یعنی لائق حمد و ثنا وہی خدا ہے جس نے ہمیں کھلایا
پلایا اور مسلمان بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے کے بعد یہی فرمایا کرتے تھے۔

جب دوسروں کے ساتھ کھانے پینے کا اتفاق ہو تو داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھاؤ

اوپر سے یا کسی اور کے سامنے سے کھانا نہ اٹھاؤ۔ ایک مرتبہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خلاف ادب کھانا کھایا تو آپ نے اس سے فرمایا:

اذکر اسم اللہ و کل مما یلیک۔ یعنی بسم اللہ کہو اور اپنے سامنے سے کھاؤ، کھاتے وقت ہمیشہ داہنا ہاتھ استعمال کرو، بایاں ہاتھ نہ لگاؤ۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

انها اکلة الشیطان۔ یعنی بائیں ہاتھ کھانا شیطان کا کھانا ہے۔

اگر تم کھانے بیٹھے ہو اور سامنے کوئی آدمی ہے تو اسے بھی شریک کرلو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

ان فی الجنة غرفا یریٰ ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها قیل لمن هی؟ قال لمن اطعم الطعام وتابع الصیام وطیب الکلام وصلی باللیل والناس ینام ۔یعنی جنت میں کچھ ایسے محلات ہیں جن کے باہر کی چیزیں اندر اور اندر کی باہر سے صاف نظر آتی ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کس لیے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ اس شخص کے لیے ہیں جو دوسروں کو کھانا کھلائے اور مسلسل پورے روزے رکھے اور پاکیزہ گفتگو کرے اور رات کو ایسے وقت تہجد کی نماز پڑھے جب کہ عوام نیند میں ہوں۔

روزہ داروں کو افطار کے وقت اپنے دسترخوان پر جمع کیا کرو۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

من فطر صائما کان لهٗ مثل اجره ولا ینقص من عمل الصائم شیئ۔ یعنی جو شخص روزہ دار کو افطار کرائے گا تو

اسے بھی روزہ کی طرح ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب سے کم نہیں ہوگا۔

کھانے پینے کی چیزوں پر منہ سے پھونک نہ مارو یہ گنوار پن ہے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ علمائے اسلام نے بھی اس بات سے شدت سے منع فرمایا ہے۔

جب کھانے کے لیے تمہاری دعوت کی جائے تو اسے منظور کرلو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

الدعوة یوم العروس حق ۔یعنی شادی کے دن کی دعوت حق ہے۔

نیز حدیث شریف میں ہے کہ:

لو دعیت الی کراع لاجبت ۔یعنی اگر مجھے صرف بکری کے پائے کی دعوت دی جائے تو میں اسے ضرور منظور کرلوں گا۔

مسلمان کی دعوت بلاعذر شرعی رد نہیں کرنا چاہیے، ہاں اگر دعوت کے موقع پر خلاف شرع حرکات ہوں تو مت جاؤ ورنہ گناہ کے ساتھ ساتھ تمہاری ذمہ داری پر بھی حرف آئے گا۔

جس وقت کھانا کھالو تو اپنی انگلیوں کو زبان سے صاف کرو اور دانتوں میں خلال کرکے اٹکے ہوئے اجزاء کو نکال ڈالو دانتوں کے بیچ میں کھانے کے اجزاء کا رہ جانا بہت نقصان دہ اور عیب کی بات ہے۔ خصوصاً نماز کے وقت تو نہایت نامناسب چیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

لیس شیئ اشد علی الملک ان یری فی الرجل طعاما وهو یصلی ۔یعنی رحمت کے فرشتے کے لیے یہ بات بہت تکلیف دہ ہے کہ وہ آدمی کے دانتوں میں نماز پڑھتے وقت کھانا دیکھے۔

جنابت کے بعد فوراً غسل اور وضو کرکے پاکی نہیں حاصل کی ہے تو ہاتھ دھوکر کھانا کھاسکتے ہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے البتہ نجاست سے پاکی حاصل کرنے میں بہت جلدی کرنی چاہیے۔

جن چیزوں کو تم کھاتے پیتے ہو ان کا احترام کرو ان سے وضو تک نہ کرو اور نہ ہی نہانے دھونے میں صابن کے طور پر ان کو استعمال کرو یہ گنوار پن ہے۔

(۳۳) شرم و حیا انسانیت کا زیور ہے اسے تنہائی میں بھی نہ اتارو

تنہائی میں بھی کبھی تم ننگے نہ ہو بلکہ اس حالت میں بھی اللہ سے شرم کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لا احب ان یبلی لی شیناً من لا یستحی من اللہ فی الخلاء ۔ یعنی میں ایسے شخص کو اپنے کسی کام کا ذمہ دار بنانا پسند نہیں کرتا جو تنہائی میں خدا سے شرم نہ کرے۔

غسل خانہ میں بغیر لنگی، تہبند یا چادر کے بلا پردہ داخل نہ ہو، اگر حمام میں تمہارے ساتھ کوئی اور شخص ہو تو دونوں کپڑوں کے ساتھ ہوں اور کبھی ایسا موقع آجائے کہ برہنہ آدمی کو تم دیکھ لو تو اس کی طرف سے فوراً نظر پھیر لو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

لا یحل لاو مریٔ یومن باللہ والیوم الآخر الا بازار ۔ یعنی جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ بغیر کپڑے کے حمام میں داخل ہو۔

(۳۴) خط و کتابت کے آداب

لوگوں کے خطوط کے جواب دیا کرو۔ خط کا جواب دینا سلام کے جواب دینے کی طرح ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها ۔ یعنی جب تم کو سلام کیا جائے، تو تم اس کے جواب میں اس سے بہتر جواب دو، یا کم از کم اس کو لوٹا دو۔

لہٰذا خط کے جواب میں بھی اچھے طریقہ اور حسن تحریر سے کام لینا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے:

اری رجع الکتاب علی حقا کما اری رجع السلام ۔ یعنی خط کا جواب دینا اپنے اوپر ایسا ہی ضروری سمجھتا ہوں جیسا کہ سلام کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

(۳۵) سفر کے آداب

جب کہیں کا سفر کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر فرماتے تھے تو اسے پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ ۔ یعنی اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں، اس بات سے کہ مال اور اہل و عیال پر برا انقلاب دیکھوں۔

سفر یا حضر میں کمزوروں، ضعیفوں اور ان لوگوں پر ہرگز ظلم اور زیادتی نہ کرو جو بے سروسامانی اور کسمپرسی کی اس حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ تمہارے مقابلہ میں ان کا کوئی مددگار نہیں ہے اور وہ بیکسی کے عالم میں صرف اللہ تعالیٰ کی دہائی دیتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں کیوں کہ ایسے مظلوموں کی آہ کبھی نہ کبھی رنگ لائے گی اور تمہیں اپنی زیادتی کا مزہ چکھنا پڑے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

ثلاثة لا ترد دعواتهم الامام العادل والصائم حتی یفطر و دعوة المظلوم فانها تصعد فوق الغمام فیقول اللہ لها وعزتی وجلالی لا نصرنک ولو بعد حین ۔ یعنی تین آدمیوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی (۱) امام عادل کی دعا (۲) روزہ دار کی دعا جب تک وہ افطار نہ کرے (۳) اور مظلوم کی دعا مظلوم کی دعا آسمان پر چڑھ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تسلی

دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ میری عزت اور میرے جلا کی قسم ہے دیر سویر ضرور میں تیری مدد کروں گا۔

(۳۶) مسافر کو رخصت کرنے کے آداب

جب کسی مسافر کو رخصت کرو تو یہ دعا پڑھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موقع پر صحابہ کرام کو اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے:

زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْویٰ وَغَفَرَلَکَ ذَنْبَکَ وَیَسَّرَالَکَ الْخَیْرَ حَیْثُمَا کُنْتَ اَسْتَوْدِعُ اللہ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلَکَ ۔یعنی اللہ تعالیٰ تم کو تقویٰ اور پرہیزگاری کا توشہ سفر دے اور تمہارے گناہ کو بخش دے اور تم جہاں کہیں پہنچو تمہارے لیے بہتری کی راہ آسان کردے میں تمہارے دین کو، تمہاری امانت ودیانت کو اور تمہارے کام کے نتائج اور انجام کو خدا کے حوالے کرتا ہوں۔

(۳۷) نئی جگہ پہنچنے کی دعا

جب کسی نئی جگہ پہنچو تو یہ دعا پڑھو:

اَعُوْذُبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَق۔یعنی میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ اس کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

اس دعا کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من نزل منزلا فقال ھذا الکلمات وقی شرمنزلہ حتیٰ یرتحل منہ ۔یعنی جو شخص کسی جگہ میں پہنچ کر اس دعا کو پڑھے گا تو واپسی تک اس کے شر سے بچا رہے گا۔

اور جب کسی شہر یا دیہات میں پہنچ جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا خَیْرَھَا وَاصْرِفْ عَنَّا وَبَاءَ ھَا۔یعنی اے اللہ! ہمیں اس مقام کی برکت دے اور اس کی وبا سے ہمیں محفوظ رکھ۔

جمعرات کے دن سفر کیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن کو سفر کے لیے پسند فرماتے تھے۔ سفر وحضر میں جب کوئی ناگہانی مصیبت پڑے تو یہ دعا پڑھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موقع پر اسے پڑھا کرتے تھے:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔یعنی اے خدا یا حی یا قیوم میں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔

(۳۸) سونے جاگنے کے آداب اور دعائیں

سوتے وقت یا کسی اور وقت منہ کے بل نہ لیٹو یہ شیطان کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

انھا ضجعۃ یبغضھا اللہ۔یعنی ایسے لیٹنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔

سوتے وقت یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْقَائِمُ الدَّائِمُ لَاتَزُوْلُ خَلَقْتَ کُلَّ شَیْءٍ لَاشَرِیْکَ لَکَ عَلِمْتَ کُلَّ شَیْءٍ بِغَیْرِ تَعْلِیْمٍ اِغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔یعنی اے اللہ تو قائم ودائم ہے تیرے لیے کبھی زوال نہیں ہے، تو نے ہر چیز پیدا کی ہے، کوئی بھی کام یا کسی بات میں تیرا شریک نہیں ہے تو ہر چیز کو بغیر بتائے جانتا ہے مجھے بخش دے حقیقت یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا۔

جب حضرت علیؓ نے پہلے پہل یہ دعا مانگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر پسند آئی

کہ آپ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم لوگ بھی علیؓ ابن ابی طالب کی دعا کیوں نہیں مانگتے ہو۔

حدیثوں میں سوتے وقت یہ دعا بھی منقول ہے:

بِاسْمِ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ ۔یعنی اپنے رب کے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھ دیا۔

دوسری دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ ۔یعنی اے اللہ تیری ہی ذات پر مرتا ہوں (سوتا ہوں) اور زندہ ہوتا ہوں (بیدار ہوتا ہوں)۔

جب سوکر اٹھو تو یہ دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ۔یعنی سب تعریف اسی خدا کے لیے ہے جس نے ہمیں مارنے (سلانے) کے بعد پھر سے زندہ (بیدار) کیا اور ہمیں قبر کی نیند کے بعد بیدار ہوکر اسی کے پاس جانا ہے۔

جب سوتے میں ڈر کر جاگ جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ عِقَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔

(۳۹) کپڑے پہننے کے آداب

اپنے کپڑوں کو ظاہری نجاست سے پاک رکھو اور باطنی نجاست یعنی گناہوں سے بھی پاک رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہی حکم دیا ہے:

وثیابک فطھر ۔یعنی اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔

پیشاب، پاخانہ اور دوسری نجاستوں سے پاکی کے بغیر کپڑے نہ پہنے جائیں۔ حتی الوسع جمعہ اور عیدین میں عمامہ وغیرہ کو نہ چھوڑو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موقعوں پر ان کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ نیز آپ نے فرمایا:

ان اللہ اعز الاسلام بالعمام والالویۃ ۔یعنی اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عماموں اور جھنڈوں سے عزت دی ہے۔

(۴۰) پیشاب پاخانہ کے آداب

جب پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو جاؤ تو پہلے شرم گاہ کو دھوؤ پھر دوسرا کام کرو۔ جس وقت اہل قبا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المتطھرین ۔یعنی اس میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں کے یہاں طہارت کا خاص اہتمام اور طریقہ کیا ہے جس کی وجہ سے اس کا تذکرہ قرآن میں آیا ہے، ان حضرات نے جواب دیا کہ:

والذی بعثک بالحق نبیا مامنا امرءۃ ولا رجل یاتی الخلاء فبدء بشی دون غسل فرجہ بالماء ۔یعنی ہم اس ذات کی قسم کھا کر کہتے ہیں جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے کہ ہم سے ہر عورت اور مرد جب پاخانہ جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنی شرم گاہ کو پانی سے دھوتا ہے۔

جب پیشاب پاخانہ کے لیے بیٹھو تو قبلہ کی طرف چہرہ اور پشت نہ کرو اور اس طرح بیٹھو کہ قبلہ کی طرف نہ پشت پڑے نہ چہرہ پڑے، داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرو۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

انہ کان یامر اصحابہ ان لا تستقبلوا القبلۃ ولا تستنجوا بایمانکم ولا تستنجوا بعظم ولا بروث ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو حکم فرماتے تھے کہ تم نہ قبلہ
کی طرف چہرہ کرو نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرو اور نہ ہڈی، گوبر اور
مینگنی سے استنجا کرو۔

(۴۱) زیب وزینت کے آداب

تم ایسی خوشبو استعمال کرو جس کا رنگ ظاہر ہوتا ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

طیب الرجال ما بطن لونہ وظھر ریحہ وطیب
النساء ماظھر لونہ وبطن ریحہ۔ یعنی مردوں کی خوشبو وہ
ہے جس کا رنگ چھپا ہوا اور مہک ظاہر ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے
جس کا رنگ ظاہر ہو اور مہک چھپی ہو۔

خلوف نامی خوشبو جس میں زعفرانی رنگ غالب ہوتا ہے ہرگز استعمال نہ کرو البتہ اگر رنگ
دار عطر میں ایسے اجزا ہوں جو اس کے رنگ کو ابھرنے نہ دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس قسم کی رنگ
دار چیزوں کا استعمال فخر وتکبر کی وجہ سے ہوتا ہے اسی طرح مرد ہو کر اپنے ہاتھوں اور ناخنوں کو مہندی
وغیرہ سے نہ رنگو، یہ عورتوں کا کام ہے اور انہیں کے لیے زینت ہے مگر اسے بعض جاہل مرد بھی کرنے
لگتے ہیں۔ ارباب علم وفضل اور اہل عز وشرف کا طور طریقہ اس کے بالکل خلاف ہے۔

عورتوں کا طور طریقہ اختیار کرنا اور ان کی نقل اتارنا یا زنانہ حرکت کرنا سخت بری بات
ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

اربعة یمسون واللہ علیھم ساخط ویصبحون واللہ
علیھم غضبان المتشبھون من الرجال بالنساء
والمتشبھات من النساء بالرجال ومن اتی بھیمة او
عمل عمل قوم لوط۔ یعنی چار گروہ ایسے ہیں جن کی صبح وشام
خدا کے غضب میں گزرتی ہے (۱) مردوں میں سے عورتوں کی
مشابہت پیدا کرنے والے (۲) عورتوں میں سے مردوں کی

مشابہت پیدا کرنے والی (۳) جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والے
(۴) قوم لوط کا کام کرنے والے یعنی اغلام باز۔

سونے چاندی کے برتن میں عطر اور تیل وغیرہ تک نہ رکھو اور نہ اس میں خوشبو سلگاؤ۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے چاندی کے برتن کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ ریشمی گدوں
پر نہ سوؤ کیوں کہ ریشمی کپڑے عورتوں کے لباس ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے
لیے حریر ودیبا کا استعمال ناجائز قرار دیا ہے۔

نہ ازار کھولو، نہ ننگے رہو، نہ ناز وادا کے ساتھ معشوقانہ انداز سے قدم اٹھا کر چلو۔ حدیث
شریف میں اس نازک رفتاری کے متعلق ہے:

انھا من اخلاق قوم لوط۔ یعنی ناز وادا سے بن سنور کر
مردوں کا چلنا قوم لوط کے اخلاق سے ہے۔

(۴۲) اجنبی عورت سے تنہائی میں نہ ملو

اجنبی عورت سے تنہائی میں ہرگز نہ ملو، ایسی حالت میں شیطانی حرکات کا سخت خطرہ ہے۔
حضرت عمرؓ کا فرمان ہے:

ماخلا رجل بامراة لیست لہ بمحرم الاثالثھم
الشیطان۔ یعنی جب بھی کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ
تنہائی میں ہوتا ہے تو ان دونوں کا تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔

ایسی عورت سے کبھی بھی مصافحہ نہ کرو، جو نہ تمہاری منکوحہ ہے اور نہ رشتہ یا رضاعت کی
وجہ سے تم پر حرام ہے اور نہ ایسی عورت کا ہاتھ اپنے جسم پر رکھو نہ اس کے جسم پر اپنا ہاتھ رکھو، بلکہ
احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے خاص متعلقین کے علاوہ کسی حسین اجنبی مرد سے بھی نہ معانقہ کرو اور نہ
اس کا بوسہ لو البتہ قرابت داروں کے ساتھ محبت کا طریقہ برت سکتے ہو۔ چناں چہ حضرت جعفر ابن
ابی طالبؓ حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سینہ سے لگایا
اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اسلام کی بیعت کے وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عورتوں کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ کبھی نہیں دیتے تھے۔

جب اپنی عورت کے پاس جاؤ تو دوسروں کو اس بات کا احساس تک نہ ہونے دو جاتے ہوئے تمہیں نہ کوئی دیکھ سکے اور نہ آہٹ پا سکے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

استحیوا من اللہ حق الحیاء قالوا کیف نستحیی من اللہ حق الحیاء قال احفظوا الراس وما حویٰ والبطن وما وعیٰ واذکروا الموت البلا وذروا زینۃ الحیاۃ الدنیا۔ یعنی لوگو! تم لوگ اللہ سے حیا کرتے ہوئے حیا کا پورا حق ادا کرو، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ سے حیا کے مطابق کیسے حیا کریں؟ آپ نے فرمایا: (۱) تم لوگ اپنے سر اور اس کی تمام چیزوں یعنی منہ، زبان، کان، آنکھ، ناک عقل و دماغ کی حفاظت کرو (۲) شکم اور اس کی تمام چیزوں یعنی کھانے پینے اور شرم گاہوں کی حفاظت کرو (۳) موت اور بدن کے سڑنے گلنے کو یاد کرو (۴) اور حیات دنیا کی بیکار چیزوں کو چھوڑ دو۔

(۴۳) سلام ومصافحہ اور ملنے کے آداب

تم لوگ آپس میں علیک سلیک کو خوب پھیلاؤ کوشش کرو کہ دوسروں سے پہلے تم خود سلام کرو، اس کی وجہ سے تمہیں عوام معزز و محترم سمجھیں گے۔ خدا کے یہاں تم کو اجر ملے گا اور دنیا کی سوسائٹی میں عزت و فضیلت کا تحفہ ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے:

السلام اسم من اسماء اللہ وضعہ فیکم فافشوہ فیکم فان الرجل اذاسلم کتب لہ عشر حسنات۔ یعنی "سلام" خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے، خدا نے تمہارے اندر اسے رکھا ہے۔ لہٰذا تم اسے آپس میں

خوب پھیلاؤ جب آدمی سلام کرتا ہے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

جب کوئی شخص تم سے مصافحہ کرے تو جب تک مصافحہ کرنے والا اپنا ہاتھ نہ کھینچے تم بھی اپنا ہاتھ نہ کھینچو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کسی سے مصافحہ فرمایا تو پہلے اپنا دست مبارک نہیں کھینچا اسی طرح جب کوئی تمہاری طرف منہ کر کے بات چیت کرے تو جب تک وہ بھی اپنا چہرہ نہ پھیرے تم اس کی طرف سے اپنا چہرہ مت پھیرو اور جب کسی کے پاس تم بیٹھے ہو یا تمہارے پاس کوئی بیٹھا ہو تو تم اس سے آگے نہ بڑھو اور نہ اپنا گھٹنا اس کے گھٹنے سے آگے کر کے بیٹھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ اس طرح کسی کے ساتھ بیٹھتے تھے تو آگے نہیں ہوتے تھے۔

کسی غیر مسلم سے پہلے تم سلام نہ کرو اگر وہ تم سے پہلے سلام کرے تو صرف وعلیکم کہہ دیا کرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا ہے کسی غیر مسلم کے پاس خط لکھو تو اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی لکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے پاس خط تحریر فرمایا تھا تو اسی طرح سلام لکھا تھا۔ غیر مسلم سے ہاتھ ملانے میں نیز اس کے گھر میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۴) صلوٰۃ وسلام اور جاں نثاری صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونی چاہیے

نبی کے علاوہ کسی کو صلی اللہ علیہ وسلم یا صلی اللہ علیک نہ کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے:

لاینبغی الصّلوٰۃ من احدٍ لاحدٍ الا للنبی علیہ السلام۔ یعنی سوائے نبی کے دوسرے کی طرف کسی کا صلوٰۃ بھیجنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح کسی کو جعلنی اللہ فداءک۔ یعنی مجھے تم پر فدا کر دے نہ کہو۔ جب حضرت زبیرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں یہ جملہ کہا تو آپ نے فرمایا تھا: ما ترکت

اعـرابيـک بـعـد ۔یعنی زبیرؓ تم نے اب تک اپنا گنوار پن نہیں چھوڑا، علماء سے منقول ہے کہ آپس میں ایسا نہ کہا جائے۔

(۴۵) تعلقات اور دوستی کے آداب

کسی شخص کے حلقۂ اثر میں اپنا اثر پھیلانے کی کوشش نہ کرو بلکہ آدمی کے گھر میں یا اس کے حلقۂ اثر میں تم امامت تک نہ کرو، ہاں اگر وہ اس کی اجازت دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

لایؤمن الرجل فی بیته ولا فی سلطانه الا باذنه ۔یعنی
کسی آدمی کے گھر میں یا اس کے حلقۂ اقتدار میں اس کی اجازت
کے بغیر امامت نہ کی جائے۔

تم کبھی اس کی خواہش نہ کرو کہ لوگ تمہاری تعظیم کے لیے کھڑے ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

من سره ان یمثل له ابن آدم قیاما وجبت له النار ۔یعنی جو
اس بات سے خوش ہو کہ آدمی اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جائے تو ایسے
آدمی کے لیے جہنم کی آگ ضروری ہو جائے گی۔

اگر تم کو کسی سے خدا کے لیے محبت ہے تو اس سے اپنی اس محبت کا اظہار کر دو کہ میں تم سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ ایک صحابیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ میں فلاں آدمی سے خدا کے لیے محبت کرتا ہوں اس سے میری اور کوئی غرض نہیں ہے، آپ نے پوچھا کہ اس صاف محبت کی خبر تم نے اپنے دوست کو بھی کی ہے انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ تم اسے اس بات کی خبر کر دو۔ چناں چہ جب اس صحابیؓ نے اپنے دوست کو اس کی اطلاع دی تو اس دوست نے کہا:

اَحبک اللہ الَّذِی اَحْبَبْتَنِی لہٗ ۔یعنی جس خدا کے واسطے تم
نے مجھ سے محبت کی ہے وہ تمہیں اپنا محبوب بنالے۔

بے غرض اور مخلصانہ تعلقات ایک قسم کی عبادت ہے جس کی جزا جنت تک ہوتی ہے۔ کسی

سے محبت ہو تو خدا کے لیے ہی ہو۔ یہ باتیں مسلمان کا شیوۂ زندگی ہونی چاہئیں۔

(۴۶) حسب ونسب پر خود فخر نہ کرو اور دوسروں کو طعنہ نہ دو

اپنے حسب ونسب اور خاندان پر نہ فخر کرو اور نہ دوسروں کو خاندان اور نسب پر طعنہ دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

شعبتان لایترکھا امتی النیاحة والطعن فی الانساب ۔
یعنی میری امت میں نوحہ و ماتم اور نسب پر طعنہ زنی کی وبا رہے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر ڈرایا ہے کہ خبردار تم لوگ اس کے قریب نہ جاؤ۔

نسب اور خاندان کی وجہ سے ناجائز طرفداری نہ کرو۔ فسیلہؓ نامی ایک صحابیہ عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! امن العصبیة ان یعین الرجل قومه علی ظلم قال نعم ۔یعنی یارسول اللہ! کیا یہ بھی عصبیت جاہلیہ ہے کہ آدمی ظلم کرنے پر اپنی قوم کی مدد کرے آپ نے فرمایا ہاں قرآن حکیم میں ہے کہ عدل وانصاف کو ہرگز نہ چھوڑو اگرچہ اپنے قریبی رشتہ داروں کا معاملہ ہو۔

تم جس نسل سے ہو اس کے خلاف کبھی دعویٰ نہ کرو اور دوسری نسل سے اپنے کو مت ثابت کرو یہ بات کفر تک کو پہنچ جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

من ادعیٰ لغیر ابیه وهو یعلم فقد کفر ومن ادعیٰ
قوما لیس فهو منهم فلیتبوأ مقعده من النار ومن
الدعیٰ رجلا بالکفر او قال عدو الله ولیس
کذالک الاحارت علیه ۔(۱) جس شخص نے جان بوجھ کر
دوسرے باپ دادا سے ہونے کا غلط دعویٰ کیا تو اس نے کفر کا کام کیا
(۲) اور جس نے ایسی قوم سے ہونے کا دعویٰ کیا جس سے وہ نہیں

(۱) یہ تحریر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الادب المفرد سے لیا گیا ہے۔

ہے تو پھر اس کا ٹھکانہ آگ میں ہے (۳) اور جس نے مسلمان کے کافر ہونے کا دعویٰ کیا یا اسے اللہ کا دشمن کہا اور وہ ایسا نہیں ہے تو پھر یہ بات خود کہنے والے پر لوٹ آتی ہے۔

(۴۷) کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہو اور نہ اسے فاسق و فاجر کہو!

کسی کلمہ گو کو کافر کہنا یا اسے فاسق و فاجر کہنا خطرناک غلطی ہے۔ تم اس سے ہمیشہ سختی کے ساتھ بچتے رہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

لا یرمی رجل رجلا و لا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک ۔ یعنی اگر کوئی آدمی کسی آدمی پر تہمت باندھتا ہے یا کافر کہتا ہے اور وہ ایسا نہیں ہوتا تو پھر اس کی بات خود اسی پر لوٹ آتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

سباب المسلم فسوق وقتاله کفر ۔ یعنی مسلمان کو گالی گلوچ دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

دوسری حدیث شریف میں ہے:

ایما رجل قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ۔ یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے گا تو دونوں میں سے ایک پر یہ بات پہنچ جائے گی۔

اس سے زیادہ صاف اس سلسلہ میں یہ حدیث شریف ہے:

اذا قال لاخیه کافر فقد کفر احدهما ان کان الذی قال لهٗ کافراً فقد صدق وان لم یکن کما قال فقد باء الذی قال لهٗ بالکفر ۔ یعنی جب کوئی آدمی کسی دوسرے کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کفر کرتا ہے، اگر وہ

واقعی کافر ہے تب تو کہنے والا سچا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں ہے تو پھر کافر بنانے والا خود کفر کو لے کر واپس ہوتا ہے۔

تم نیکی کی تبلیغ اور برائی سے منع کرتے رہو، مگر کسی کلمہ گو کو اپنی زبان سے ہرگز کافر نہ کہو۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا خدا کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔ جس کی سزا ضرور ملتی ہے اور آدمی اپنے دین و ایمان سے جاتا ہے۔

(۴۸) میاں بیوی کی باہمی زندگی دنیا کی جنت ہونی چاہیے

میاں بیوی کی زندگی کو ہمیشہ گھر کے لیے جنت بنائے رکھو، اس میں کبھی کسی قسم کی خرابی نہ پیدا ہونے دو۔ اگر مرد اور عورت مل کر خوشی کی زندگی گزار دیں گے تو سارا کنبہ خوش و خرم رہے گا اور سب کی زندگی تر و تازہ رہے گی۔ اگر زن و شوہر میں ذرا سا بال پڑا تو خاندان کی زندگی تلخ ہو جائے گی اور اولاد کی تعلیم و تربیت پر بہت برا اثر پڑے گا۔ اسی لیے حدیث شریف میں ہے:

احسنکم اخلاقاً احسنکم لاهله ۔ یعنی تم مسلمانوں میں بہترین اخلاق والا وہی شخص ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے خوش خلق ہو۔

اصلاح ذات البین کو اسلام میں عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

الا انبئکم بدرجة افضل من الصلوٰة والصیام والصدقة قالوا بلیٰ قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین هی الحالقة ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا: کیا تم لوگوں کو ایک ایسے مرتبہ کی خبر نہ دوں جو نماز، روزہ، زکوٰۃ سے بھی افضل ہے، صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتایئے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا درجہ ذات البین کی خوشگواری کا ہے اور اس کی خرابی تمام اچھائیوں کو مونڈ دینے والی ہے۔

زن وشوہر کی خوشگواری کے لیے اگر طرفین کو جھوٹ بھی بولنا پڑے تو گناہ نہیں ہے کیوں کہ اصلاح ذات البین میں باہمی دلجوئی کے لیے غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے ایسا نہ کیا جائے تو پھر میاں بیوی کی جنت کے دوزخ بن جانے کا خطرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فیقول خیراً او ینمی خیراً ۔یعنی وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں صلح ومصالحت کرانے کے لیے کوئی اچھی بات کہے یا کوئی اچھی بات نقل کرے۔

حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ فرماتی ہیں کہ:

لم اسمعہ یرخص فی شیٔ مما یقول الناس من الکذب الا فی ثلاث الاصلاح بین الناس وحدیث الرجل امراتہ وحدیث المراۃ زوجھا ۔یعنی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تین باتوں کے علاوہ اور کسی معاملہ میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا (۱) لوگوں کے درمیان صلح ومصالحت میں (۲) مرد کے اپنی عورت سے گفتگو کرنے میں (۳) عورت کے اپنے مرد سے گفتگو کرنے میں۔

(۴۹) مسلمان کا دل کشادہ اور دسترخوان وسیع ہونا چاہیے

مسلمان کی زندگی نہایت صاف ستھری اور سادہ ہونی چاہیے، مگر کھانے پہننے اور رہنے سہنے میں ایسی روش اختیار کرنی چاہیے کہ کبھی کسی موقع پر دنیا میں مسلمان کو ذلیل اور رسوا نہ ہونا پڑے۔ اچھی کمائی کر کے اچھا کھانا اور اچھا پہننا چاہیے۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے فرمایا کہ:

یاعمرو نعم المال الصالح للمرء الصالح ۔یعنی اے

عمروؓ! صالح آدمی کے لیے صالح مال بہت اچھی چیز ہے۔

مال حاصل کرو خود کھاؤ اہل وعیال کو کھلاؤ اور خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ حلال کمائی کو حلال طریقے سے کھاؤ اور کھلاؤ گے تو ثواب پاؤ گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

ما اطعمت نفسک فھو صدقۃ وما اطعمت ولدک وزوجتک وخادمک فھو صدقۃ ۔یعنی جو تم خود کھاتے ہو وہ صدقہ ہے اور جو اپنے بچے اور عورت اور ملازم کو کھلاتے ہو وہ صدقہ ہے۔

یعنی اپنے بازو سے کما کر خود کھانا اور متعلقین کو کھلانا ثواب کا کام ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

ان اللہ یحب العبد القوی من العبد الضعیف ۔یعنی اللہ تعالیٰ تندرست وصحت مند بندہ کو کمزور کے مقابلہ میں زیادہ پسند فرماتا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ اپنی صحت کو برقرار رکھا جائے، تاکہ ذمہ دارانہ طریقے سے دنیا میں اپنی اور اپنے متعلقین کی زندگی گزارنے میں آسانی ہو۔

البتہ کھانے پہننے میں فضول خرچی ہرگز نہ کرو۔ قرآن حکیم میں ہے:

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ۔یعنی بیجا طریقہ پر خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی بند ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

کان ینھیٰ عن قیل وقال واضاعۃ المال وکثرۃ السوال ۔یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیکار باتوں اور مال کے ضائع کرنے اور سوال کی کثرت سے منع فرمایا کرتے تھے۔

دولت وثروت خدا کی نعمت ہے اسے بیجا طریقہ سے ضائع کرنا ناشکری ہے۔

(۵۰) اطمینان کی زندگی گزار کر اسلام پر عمل کرو

رہنے سہنے کے لیے مکان بنانا بھی اسلام نے ضروری قرار دیا ہے۔ تاکہ مسلمان دنیا میں عزت وآبرو کی زندگی گزارے اور اس کی اولاد کے لیے ٹھکانہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

یا ایها الناس! اصلحوا علیکم مثاویکم ۔یعنی اے لوگو! تم اپنے ٹھکانوں اور گھروں کو ٹھیک کرو مکانات کو صاف ستھرا رکھو اور جوڑا بناؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

من سعادة المرء المسکن الواسع والجار الصالح والمرکب الهنی ۔یعنی آدمی کی خوش نصیبی ہے کہ (۱) اس کا گھر کشادہ ہو (۲) اس کا پڑوسی نیک ہو (۳) اور اس کی سواری عمدہ ہو۔

(۵۱) خاندان اور گھر میں عورت کی ذمہ داری

خانگی زندگی کے سدھارنے میں گھر کی ملکہ کی بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر گھر میں عورت سلیقہ مند ہے تو سارا گھر ہمیشہ خوش وخرم اور پھولا پھلا رہے گا اور اگر عورت خدانخواستہ بے سلیقہ ہے تو پھر گھر کا خدا ہی حافظ ہے۔ مسلمان کے گھر کے آباد ہونے میں مرد کی طرح عورت کی بڑی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته والرجل راع فی اهله والمراة راعیة فی بیت زوجها والخادم فی مال سیده ۔یعنی تم سب کے سب چرواہے ہو اور سب کے سب اپنے گلوں (ریوڑ) کے بارے میں جواب طلب کیے جاؤ گے (۱) امام نگراں اور ذمہ دار ہے اور وہ اپنے ماتحت کے بارے میں جواب دہ ہے (۲) آدمی اپنے اہل وعیال میں ذمہ دار ہے

(۳) عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار اور نگراں ہے (۴) ملازم اپنے اپنے مالک کے مال میں ذمہ دار ہیں ان میں سے ہر ایک ذمہ دار سے اس کی ماتحتی کے بارے میں سوال ہوگا۔

عورت اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے اس کے حسن انتظام سے گھر کی حکومت کی نیک نامی اور کامیابی ہوتی ہے۔ اس لیے عورت کو چاہیے کہ نہایت دیانت داری کے ساتھ اپنے گھر کی عزت آبرو کو قائم رکھے اور اسے آباد کرنے کی کوشش کرے تاکہ آنے والے اور پڑوس کے لوگ بھی اس کی سلیقہ مندی پر خوش ہوں اور دوسری عورتیں اس سے سبق لے کر گھر کے کام اور آنے جانے والے لوگوں کی خدمت میں اپنی نیک نامی جانیں۔ حضرت ابواسید ساعدیؓ نے اپنی شادی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ولیمہ کی تو نئی بیوی نے جو ابھی دلہن تھیں دعوت کا سارا انتظام کیا اور مہمانوں کی خدمت کی: وکانت امراتهٔ خادمهم وهی العروس ۔یعنی اس دعوت میں ابواسیدؓ کی بیوی جو کہ دلہن تھیں لوگوں کو خادمہ بن کر کام کرتی تھیں۔

گھر کے دوسرے کام بھی جہاں تک ہو سکے خود کرنا چاہیے اور امور خانہ داری کے سلسلے میں ہر چھوٹی بڑی بات کا بہت خیال رکھنا چاہیے تاکہ گھر کے بندوبست میں خلل نہ پڑے۔ ایک مرتبہ کثیر بن عبیدؒ ام المومنین صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہؓ کی خدمت میں گئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ یہ کپڑا تم ذرا تھام لو تاکہ میں سی لوں، راوی کا بیان ہے کہ میں کپڑا پکڑ کر عرض کیا ام المومنین! اگر میں باہر جا کر اس بات کی خبر کر دوں تو لوگ اسے آپ کا بخل کہیں گے یہ سن کر آپ نے فرمایا: ابصر شانک انه لاجدید لمن لایلبس الخلق ۔یعنی تم اپنا کام دیکھو۔ بات یہ ہے کہ جو شخص پرانا کپڑا نہیں پہنتا ہے اس کے لیے نیا کپڑا نہیں ہے۔

(۵۲) والدین کے حقوق اور ان کے ساتھ نیک سلوک

ماں باپ کے حقوق اولاد پر بہت زیادہ ہیں اور ان کی ہر طرح کی خدمت اور خوشی میں اولاد کے لیے راحت ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو وصیت کی ہے کہ وہ والدین کے ساتھ احسان اور نیک سلوک کرے اور فرمایا ہے کہ تمہارے رب نے فیصلہ کر رکھا

ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی تمہارے سامنے بڑھاپے کی منزل میں پہنچ جائیں تو تم ان کو نہ ڈانٹو اور نہ جھڑکو حتیٰ کہ ان کو "اف" بھی نہ کہو بلکہ ان سے نرم اور میٹھی بات کرو اور ان کے لیے ہر وقت محبت وشفقت کے ساتھ ہر خدمت کے لیے تیار رہو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ! تو میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن میں مجھ پر رحم کرکے میری پرورش کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا، انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا: برالوالدین۔ یعنی ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، انہوں نے پوچھا اس کے بعد پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا فرمان ہے:

رضا الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد ۔یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشی والد کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناخوشی والد کی ناخوشی میں ہے۔

باپ کے مقابلہ میں بعض اسباب کی وجہ سے ماں کا حق اولاد پر زیادہ ہے۔

حضرت معاویہ بن حیدہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

یارسول اللہ من ابر قال امک قلت من ابر قال امک، قلت من ابر قال امک، قلت من ابر قال اباک ثم الاقرب فالاقرب ۔یعنی میں کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، میں نے عرض کیا کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، میں نے عرض کیا کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ آپ

نے فرمایا ماں کے ساتھ، جب چوتھی بار میں نے عرض کیا کہ میں کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ تو آپ نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ، پھر درجہ بدرجہ قرابت داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

ماں باپ کی نافرمانی اور ان سے ترک تعلق شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، اس لیے کبھی والدین کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کو خطاب کرکے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے گناہ کو نہ بتاؤں کہ تم اس سے بچتے رہو، تین بار یہ تنبیہ فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا:

الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وجلس وکان متکئاً الا وقول الزور مازال یکررھا ۔یعنی سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے اس کے بعد والدین سے ترک تعلق کرنا ہے اس کے بعد خبردار جھوٹ بات بولنا ہے، یہ آخری جملہ فرماتے وقت آپ بیٹھ گئے اور بار بار اسے دہراتے رہے۔

البتہ برائی اور گناہ کی باتوں میں والدین کی فرمانبرداری نہیں کی جاسکتی بلکہ اس میں نافرمانی کرنی چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ۔یعنی خالق کی معصیت کرکے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

(۵۳) اولاد کے حقوق اور ان کے ساتھ نیک سلوک

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے ٹکڑے ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ بڑی محبت وشفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے اور اس کی تعلیم وتربیت اور زندگی سنوارنے میں اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا چاہیے۔ اس کے لیے زن وشوہر کی زندگی کا نہایت صاف ستھرا اور پاکیزہ ہونا ضروری ہے۔ تاکہ بچے اس میں اچھے انداز میں پروان چڑھیں۔ جو چمن ہرا بھرا اور رنگ وبو سے مالا مال ہوگا اس کے چمن زادے بھی باغ وبہار بنے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے حقوق کی

طرح اولاد کے حقوق کی بھی تلقین فرمائی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اولاد تمہارے دل کی خوشبو اور ریحان ہیں، تم ان کے ساتھ محبت وشفقت کا برتاؤ کرو، نہ ان کو گالی گلوچ دو نہ ان سے جھوٹا وعدہ کرو، نہ ان کے سامنے ان کے والد یا والدہ کو برا بھلا کہو اور نہ ان کی طفلانہ غیرت وحمیت کو ٹھیس پہنچاؤ۔ ایک مرتبہ ایک آقا اپنی باندی کو بار بار خدمت کے لیے بلاتا تھا اور اس کے ساتھ ذلت آمیز سلوک کرتا تھا اور اس پر اس کے لڑکے نے جو اسی آقا سے تھا اپنے باپ سے سخت کلامی کی اور باپ نے اسے نیزہ مارا جس سے وہ مرگیا، اس کا مقدمہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پہنچا آپ نے فیصلہ کیا کہ تونے اپنے باندی زادہ لڑکے کو قتل کیا ہے اگر اولاد کے قصاص میں والدین کی جان لینا جائز ہوتا تو میں اس کے قصاص میں تیری گردن مار دیتا، پھر آپ نے دیت دلوائی۔

بچوں سے کوئی وعدہ کرو تو پورا کرو، ورنہ ان کا ذہن بھی جھوٹ اور بے وفائی کے لیے بچپن ہی سے تیار ہو جائے گا، اگر گھرانا شریف، نیک، دینی اور اسلامی ہوتا ہے تو اولاد بھی صالح اور نیک ہوتی ہے۔ صالح اولاد کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرات انبیاء نے اولاد کو قرۃ العین یعنی آنکھ کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اور دوسرے بچوں سے بے انتہا محبت فرماتے تھے اور ان کی بلائیں لیتے تھے، ان کو خود سلام فرماتے تھے، ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتے تھے، ان کی طفلانہ حرکتوں پر خوش ہوتے تھے۔ حضرات صحابۂ کرامؓ کے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے خدمت نبوی میں فوراً لاتے تھے اور آپ سے برکت حاصل کرتے تھے اور اس کے حق میں دعائیں کراتے تھے۔ نیز صحابۂ کرامؓ خود معمولی اور موٹے کپڑے پہنتے تھے مگر اپنے بچوں اور عورتوں کو اچھے کپڑے پہناتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور دوسرے صحابۂ کرامؓ گھر کے بچوں کو جمع کر کے ان سے دین کی باتیں بیان کرتے تھے اور اچھی تعلیم دیتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ انسانیت کے ان نرم ونازک پودوں کی جب تک پورے طور سے آبیاری اور دیکھ بھال نہیں کی جاتی، ان میں اچھے برگ وبار نہیں آتے۔ اولاد کی تعلیم وتربیت کا سب سے پہلا اور سب سے کامیاب مدرسہ والدین کی آغوش ہے۔ اگر اس مدرسہ میں بچہ ناکامیاب رہا تو پھر بڑی سے بڑی تعلیم گاہ بھی اسے انسان نہیں بنا سکتی۔

تصانیف مورّخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ

(۱) اسلامی نظام زندگی — ص:۱۸۵

(۲) اسلامی ہند کی عظمت رفتہ — ص:۲۴۳

(۳) اسلامی شادی — ص:۵۷

(۴) العرب والہند فی عہد الرسالۃ (عربی)

(۵) ائمہ اربعہ — ص:۲۵۵

(۶) افاداتِ حسن بصریؒ — ص:۷۰

(۷) العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین (عربی) — ص:۲۱۳

(۸) آثار واخبار — ص:۱۵۰

(۹) الہند فی عہد العباسیین — ص:۷۸

(۱۰) بنات اسلام کی علمی ودینی خدمات — ص:۹۶

(۱۱) تاریخ اسماء الثقات (عربی) شرح وتعلیق — ص:۳۳۵

(۱۲) تبلیغی تعلیمی سرگرمیاں عہد سلف میں — ص:۱۳۰

(۱۳) تدوین سیر ومغازی — ص:۳۲۰

(۱۴) تذکرہ علمائے مبارکپور — ص:۲۹۲

(۱۵) جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول (عربی) تعلیق وتصحیح — ص:۱۶۰

(۱۶) حج کے بعد — ص:۴۰

(۱۷) حکومات العرب فی الہند والسند (عربی)

(۱۸) خلافت راشدہ اور ہندوستان — ص:۲۸۰

(۱۹) خلافت امیہ اور ہندوستان — ص:۶۷۱

(۲۰) خلافت عباسیہ اور ہندوستان — ص:۵۵۸

(۲۱) خیر القرون کی درسگاہیں اور ان کا نظام تعلیم وتربیت — ص:۳۹۲

(۲۲) خواتین اسلام کی علمی ودینی خدمات — ص:۱۸۰

(۲۳) دیوان احمد (عربی) شرح وتعلیق ص:۴۸
(۲۴) دیار پورب میں علم اور علماء ص:۴۸۲
(۲۵) دیار پورب کے علمی و دینی خانوادے
(۲۶) رجال السند والہند الی القرن السابع (عربی) ص:۵۸۸
(۲۷) صالحات ص:۴۸
(۲۸) طبقات الحجاج ص:۱۹۵
(۲۹) عرب و ہند عہد رسالت میں ص:۲۰۰
(۳۰) علیؓ و حسینؓ ص:۳۳۶
(۳۱) علمائے اسلام کے القاب وخطابات ص:۴۷
(۳۲) قاعدہ بغدادی سے صحیح بخاری تک ص:۵۶
(۳۳) قاضی اطہر مبارکپوریؒ کے سفرنامے ص:۳۵۰
(۳۴) کاروانِ حیات خودنوشت ص:۲۳۸
(۳۵) معارف القرآن ص:۱۲۵
(۳۶) مآثر ومعارف ص:۳۷۱
(۳۷) مئے طہور (دیوان قاضی اطہر مبارکپوریؒ) ص:۴۶۰
(۳۸) محمد کے زمانہ کا ہندوستان مع ہندوستان صحابہؓ کے زمانے میں
(۳۹) مسلمان ص:۶۴
(۴۰) مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ میں علم اور علماء ص:۲۲۸
(۴۱) مکتوبات امام احمد بن حنبلؒ ص:۶۴
(۴۲) مطالعات وتعلیقات
(۴۳) داغ فراق ص:۲۵۰
(۴۴) ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں ص:۳۴۰
(۴۵) ہند وسند کے قدیم علماء ص:۴۰۰
(۴۶) ہندوستان میں علم حدیث کی اشاعت ص:۶۰

شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
احادیث شمائل کا منظوم ترجمہ مجموعہ نعت
قاری عبدالسلام مضطر منصوری
اذکار مسنونہ
مع
آداب و احکام دعا
شیخ الہند قاسم آباد انجان شہید اعظم گڈھ (یوپی)